تحقیقِ مُفید

بسِلسِلہ نَسب و نِسبتِ فریدؒ

تالیف

سیّد أبو زہراء فدا حسین موسوی

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ متوفیٰ ۶۶۵ھ کا شمار ہندوستان کے مشہور صوفیائے کرام میں ہوتا ہے آپ شیخ الاسلام قطب الدین بختیار کاکیؒ کے خلیفۂ اعظم تھے۔ آپ کے دادا قاضی شعیب وہ پہلے فرد تھے جو کابل سے اپنے فرزندوں، خویش و اقارب اور اتباع و خدام کے ہمراہ واردِ لاہور ہوئے اور کچھ عرصہ قصور میں قیام کیا اور پھر بادشاہ کے حکم پر ملتان چلے گئے اور وہاں کھتوال کی قضاۃ کے معزز و ممتاز منصب پر فائز ہوئے اور مستقلاً اسی موضع میں رہائش اختیار کر لی۔ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ کی ولادت باسعادت اسی موضع میں ہوئی۔ مشہور روایات کے مطابق آپ کا تعلق کابل کے ممتاز و معزّز فاروقی خاندان سے تھا اور فرخ شاہ کابلی آپ کے اجداد میں سے تھا اور اسی نسبت سے ہندوستان میں آپ مشہور ہوئے۔ صدیوں سے ان کی ذریّت اسی نسبی نسبت سے مشہور ہے اور اس نسبت کو اپنے لئے باعثِ افتخار سمجھتی ہے۔

لیکن ۱۹۳۰ء میں امروہہ کے پیر رشید احمد نامی ایک شخص نے ایک کتاب **"سیادت فریدی"** تالیف کی اور جناب فرید الدین گنج شکرؒ کی فاروقیت کی نفی کی اور کچھ موضوع روایات اور تلبیسات کا سہارا لیتے ہوئے آپ کو ساداتِ حسینی سے ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ اس کتاب کی اشاعت کے

بعد امروہہ کے بعض فاروقی مشائخ کہ جن کا نسبی تعلق خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ سے تھا اپنے نام کے ساتھ ''سیّد'' اور ''حسینی'' کے القابات استعمال کرنا شروع ہو گئے لیکن آپ کی اولاد کی اکثریت اپنے دعویٔ فاروقیت پر ہی قائم رہی۔

اس کے بعد کچھ عرصہ قبل لاہور کے مفتی ضیاء الحبیب صابری نامی ایک شخص نے **"نسب و نسبتِ فرید"** نامی ایک کتاب تالیف کی اور رشید احمد امروہوی کے اُگلے ہوئے لقمے چباتے ہوئے ان کی سیادت ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور پھر اس کا تتبع کرتے ہوئے مفتی عارف حسین ترمذی اویسی ناظری نے کنگر (مانسہرہ) کے صاحبزادگان پر ایک کتاب **"فیوضات سادات کنگر شریف"** تالیف کر کے ان کی سیادت پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے کی سعیٔ ناکام کی۔ اور اس کتاب کی طباعت کے بعد مشائخ کنگر میں سے بعض افراد ببانگِ دہل مدعیٔ سیادت ہو گئے مگر ان کے بنی اعمام کی اکثریت آج بھی خود کو فاروقی لکھتی اور کہلواتی ہے۔ مگر افسوس علمی حلقوں کی طرف سے مکمل خاموشی دیکھنے میں آئی، اس لئے ضروری محسوس ہوا کہ ان کا تحقیقی اور مدلّل جواب دیا جائے تاکہ آئندہ اس قسم کی مذموم حرکت کی حوصلہ شکنی ہو سکے۔

یوں تو ان کتب میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا جواب دیا جانا ضروری ہے لیکن مجھے یہاں صرف ان کے بیان کردہ نسب پر بحث کرنا ہے کہ جس مقصد کے لیے ہر سہ کتب تصنیف کی گئیں۔ اور بیّنۂ عادلہ سے یہ ثابت کرنا ہے کہ ان کا دعویٰ باطل ہے اور نسب کی امہاتِ کتب، کتب رجال اور تاریخی حقائق کے مغائر ہے۔

رشید احمد امروہوی نے اپنی کتاب کی ابتدا میں اپنے مؤقف کی تائید میں لمبی چوڑی تمہید باندھی ہے۔ کتاب کے بعض مندرجات تو بالکل غیر ضروری ہیں جن کا موضوع سے نہ کوئی تعلق ہے نہ واسطہ۔ البتہ دوسری صدی ہجری میں سادات کو درپیش مشکلات ، بنی عباس اور سادات کے درمیان اختلافات اور سادات کے بعض اکابرین کے بنی عباس کے خلاف قیام اور پھر ناکامی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ چونکہ اس زمانہ میں سادات کو چن چن کر شہید کیا جارہا تھا اس لئے بعض مخفی اور منتشر ہو گئے اور عبد اللہ [بن امام محمد باقرعلیہ السلام] کی اولاد عرب میں نہیں رہی کیونکہ بزمانہ ٔسلطنت ابو جعفر منصور آپ کی اولاد مختلف مقامات میں منتشر ہو گئی تھی چنانچہ ملکِ خراسان و ہندوستان وغیرہ میں بکثرت ہیں اسی وجہ سے نسّابِ عرب نے عبد اللہ مذکور کی اولاد کا ذکر نہیں کیا اور بعض متاخرین نے جب عبد اللہ مذکور کی اولاد کا ذکر انسابِ عرب میں نہ پایا تو ان کو غیر معقّب لکھ دیا بلکہ حضرت امام محمد باقرعلیہ السلام کی اولاد میں صرف حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو معقّب اور باقی سب کو غیر معقّب لکھا ہے۔ مگر کتاب " **معارف ابنِ قتیبہ** " میں بصراحت لکھا ہے کہ عبد اللہ دُقدق [بن امام محمد باقرعلیہ السلام] صاحبِ اولاد ہیں۔

رشید احمد امروہوی کی مندرجہ بالا تمہید کے جواب میں مجھے یہاں چند گزارشات کرنی ہیں۔

باوجود اس کے کہ دوسری صدی ہجری میں ساداتِ عظام شدید مصائب و شدائد کا شکار تھے اور اپنی جانیں بچاتے اور خود کو چھپاتے پھر رہے تھے بنی عباس ہر وقت ان کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے اور انہیں چُن چُن کر قتل کیا جارہا

تھا۔ پھر بھی سادات کے ہر فرد سے لوگ واقف تھے کیونکہ اس زمانہ تک سادات عددی لحاظ سے اتنے قلیل تھے کہ تمام سادات بالخصوص اور عوام بالعموم ان سے واقف تھے اس لیے اس صدی کے سادات کے ہر فرد کا ذکر کتب انساب ورجال اور تاریخ میں محفوظ ہے ان میں سے کون ہجرت کر کے کہاں گیا؟ کس کی نسل چلی ؟ کس کی نسل منقطع ہو گئی؟ کون بے اولاد فوت ہوا؟ کس نے حکامِ وقت کے خلاف خروج کیا؟ کب اور کیسے اسے شہید کیا گیا؟ اس سے انساب، رجال، مقاتل اور تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ علمائے انساب نے تو سادات کے نسب کو مدوّن کرنے کا خاص اہتمام کیا اور اس کے لئے انہوں نے دُور دراز کے سفر اختیار کیے اور اکابرینِ سادات سے مل کر سادات کے نسب کو محفوظ کیا۔ سادات میں سے سب سے پہلے جس نے سادات کے نسب پر کتاب تصنیف کی ان کا نام سیّد ابوالحسین یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجۃ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام تھا اور ابوالحسین یحییٰ مذکور نے ۲۷۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کے پڑدادا عبید اللہ الاعرج، عبد اللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام کے سگے چچازاد بھائی تھے اس قدر قریب کی رشتہ داری کے ہوتے ہوئے یہ ممکن نہیں کہ انہیں عبد اللہ کی نسل چلنے کی خبر نہ ہو۔ نیز سادات کے نسب پر ابتدائی صدیوں میں کثیر کتب تصنیف کی گئیں جن میں سے بعض کتابوں کا ذکر آگے آئے گا۔

دوسری بات عباسی دورِ حکومت میں ہی سادات میں سے نقباء مقرر کیے گئے جن کے وظائف میں سادات کے دیگر اُمور کے علاوہ ان کے نسب کو محفوظ و مدوّن کرنا بھی تھا تاکہ نہ کوئی غیر ان میں داخل ہو سکے اور نہ ہی ان میں

سے کوئی خارج یا لا پتہ ہو سکے، ہر علاقہ کے نقباء نے اپنے اپنے علاقہ کے سادات کے نسب پر جرائد اور دواوِین مرتب کئے جن کا ذکر کتب انساب میں جا بجا ملتا ہے نقباء کے تقرّر اور ان کے وظائف سے متعلق الماوردی کی کتاب "**احکام السلطانیة**" اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانیؒ کی کتاب "**الشرف المؤبّد لآل محمد**" دیکھی جا سکتی ہیں۔

نیز پانچویں صدی ہجری تک جن سادات نے اپنی آبائی مساکن سے دیگر بلاد و امصار کی طرف ہجرت کی ان کے ذکر میں السیّد النسّابہ ابو ابراہیم اسماعیل بن ناصر ابن طباطبا حسنی نے ایک مستقل کتاب "**منتقلة الطالبیة**" تصنیف کی جس میں ان کے دور تک سادات میں سے ان تمام افراد کا ذکر ہے جنہوں نے مہاجرت اختیار کی۔ یہی نہیں بلکہ اس دور میں لکھی گئی تمام کتب انساب میں مہاجرینِ سادات کا تفصیل سے ذکر موجود ہے۔

اسی طرح اُموی و عباسی ادوار میں جن ساداتِ عظام کو شہید کیا گیا ان کے ذکر میں مستقل کتابیں تصنیف ہوئیں جن میں ابوالفرج اصفہانی متوفیٰ ۳۵۶ھ کی تصنیف "**مقاتل الطالبیّین**"، معمّر بن مثنّیٰ تمیمی بصری متوفیٰ ۲۰۸ھ کی تصنیف "**مقاتل الأشراف**"، ابوالحسن المدائنی متوفیٰ ۲۲۵ھ کی "**کتاب اسماء مَن قُتِلَ مِن الطالبیّین**" اور سیّد ابوالحسن زید الشبیہ بن علی بن حسین ذی الدمعہ کی تصنیف "**کتاب المقاتل**" قابلِ ذکر ہیں۔

اس قدر اہتمام کے ہوتے کس طرح ممکن ہے کہ عبد اللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد جمیع نسّابین، ساداتِ عظام اور خاص طور پر سیّد ابوالحسین یحییٰ بن حسنؒ سے مخفی رہی اور انہیں ان کے وجود کا علم نہ ہوا؟

رہی بات علّامہ ابنِ قتیبہ والی روایت کی تو اس پر بحث سے پہلے ہم اس عمودِ نسب کو دیکھتے ہیں جو مدعیانِ سیادتِ فرید رشید احمد امروہوی ، مفتی ضیاء الحبیب صابری اور مفتی عارف حسین ترمذی نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے اور وہ اس طرح ہے:

فريد الدين گنج شكر بن جمال الدين المعروف قاضى سليمان شاه بن سراج الدين شعيب شاه بن عبدالرحمٰن أحمد بن محمد يوسف شاه بن شهاب الدين شاه المعروف فرخ شاه كابلي بن نصيرالدين محمود بن سليمان شاه بن محمد مسعود بن عبدالله شاه بن ناصرالدين الواعظ الأكبربن أبوإسحاق إبراهيم المعروف إبراهيم إبن أدهَم بن ناصرشاه حسينى المعروف أدْهَم بن أبوناصر هاشم بن عبدالله دُقدق بن إمام محمد باقر علیہ السلام ۔

(سیادت فریدیہ، ص ۱۱، نسب و نسبت فرید: ص ۱۴۳-۱۴۴، فیوضات سادات کنگر شریف: ص ۶۱-۶۳)

مندرجہ بالا عمودِ نسب کے مطابق حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر کا سلسلۂ نسب ہاشم بن عبد اللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے ۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ کیا یہ عمودِ نسب اُمّہاتِ کتب انساب، تواریخ اور کتب رجال وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے؟

اب ہم یہاں پانچ مختلف مباحث میں اس عمودِ نسب پر مختلف پہلوؤں سے بہ دلیل مفصّل بحث کرتے ہیں تا کہ کسی قسم کی تشنگی باقی رہے۔

مَبحثِ اوّل:

سب سے پہلے ہم ابنِ قتیبہ دینوری کی کتاب " **المعارف** " کی اس روایت کی طرف بڑھتے ہیں کہ جسے رشید احمد نے عبد اللہ کی اولاد کے باقی رہنے کی بابت بطورِ واحد دلیل پیش کیا ہے:

ابنِ قتیبہ لکھتا ہے:

و أما عبدالله بن محمد فهو الملقّب بدُقدُق ، و مات بالمدينة ، له عقب (معارف ص215)

رشید احمد امروہوی کو تو عبد اللہ مذکور کے صاحبِ اولاد ہونے کی بابت صرف یہی ایک روایت ملی جب کہ اسی مفہوم کی روایت علامہ بلاذری نے بھی اپنی کتاب " **أنساب الأشراف** " میں نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں :

و أما عبدالله بن محمد فكان يلقب دورقاً ۔مات بالمدينة وله عقب ۔(انساب الاشراف ج3 ص362)۔

ان دونوں روایات میں لفظ " **لَهٗ عقب** " سے یہ مراد ہے کہ وہ صاحبِ اولاد تھے ، اس سے ہمیں بھی انکار نہیں کیونکہ ان کی صلبی اولاد کا ذکر معتبر کتب انساب و رجال اور تاریخ سے ملتا ہے۔ جب ہم قدیم روایات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں عبد اللہ مذکور کی اولاد میں بذیل تین بیٹوں کا ذکر ملتا ہے:

حمزہ بن عبد اللہ: آپ کا ذکر مصعب الزبیری نے " **نسب قریش** "، ابن طقطقی نے " **الاصیلی فی انساب الطالبیّین** "، ابن حزم نے " **جمہرۃ انساب العرب** "، مؤرّخِ شہیر ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ، مرتضٰی زبیدی صاحب القاموس نے حاشیہ " **مشجر ّالکشاف** "، اور نواب صدیق حسن خان قنوجی نے " **الفرع النامی** " میں کیا ہے۔

اسماعیل بن عبداللہ: اصحابِ امام جعفر صادق علیہ السلام میں سے تھے ۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسیؒ نے اپنی کتاب " **رجال الطوسی**" صفحہ ۱۵۹، علامہ عباس قمی نے "**منتہیٰ الآمال**" جلد دوم صفحہ ۹۱۴، ابن مہنّا العبیدلی نے " **التذکرۃ فی الانساب المطہّرۃ** " صفحہ ۱۷۴، علامہ محسن امین عاملی نے " **اعیان الشیعۃ**" ج ۳/۳۸۳/۳، آیۃ اللہ العظمیٰ ابوالقاسم الخوئی نے "**معجم رجال الحدیث**" ۴/۶۷، پر آپ کا ذکر کیا ہے۔

محمد بن عبداللہ: یہ بھی اصحابِ امام جعفر صادق میں سے تھے ۔ شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب " **رجال الطوسی**" صفحہ ۲۷۶ پر آپ کا ذکر کیا ہے اور آپ راویٔ حدیث تھے۔

المختصر یہ کہ ابنِ قتیبہ اور بلاذری کی روایات میں موجود لفظ "لہٗ عقب" عبداللہ مذکور کے صاحبِ اولاد ہونے پر تو دلالت کرتا ہے، ان کی نسل کے باقی رہنے کا شاہد نہیں ۔ جب کہ اس کے مخالف کثیر معتبر اور متواتر روایات ان کی نسل کے انقطاع اور انقراض کی مؤیّد ہیں جیسا کہ ہم آگے ذکر کریں گا۔ نیز اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ لفظ بقائے نسل کا مؤیّد ہے تو تب بھی یہ ایک منفرد روایت ہے اور اس کے بر خلاف کثیر روایات اس کی نفی اور ابطال میں موجود ہونے کی وجہ سے یہ روایت باطل اور مردود ہے۔

اب ہم یہاں وہ تمام روایات کہ جن سے عبداللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام کی نسل کے انقطاع و انقراض کی تائید ہوتی ہے زمانی ترتیب سے بیان کرتے ہیں:

(۱)- مصعب الزبیری متوفی ۲۳۶ھ جو کہ تیسری صدی کا مشہور نسّابہ تھا اپنی کتاب" **نسب قریش** " میں عبداللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کے ذکر میں یوں رقم طراز ہے: **وولد عبدالله بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب : حمزة ، لا بقيّة له ، لأم ولد : و أمّ الحسين ؛ و أمّ عبدالله ، لأم ولد ۔** (نسب قریش:ص ۶۴)۔

(۲)- تیسری صدی ہجری ہی کے ایک اور مشہور عالم، نسّابہ، محدث، مؤرّخ اور نقیب السادات سیّد ابوالحسین یحییٰ بن حسن بن جعفر الحجہ بن عبید اللہ الاعرج بن حسین الاصغر بن امام زین العابدین علیہ السلام متوفیٰ ۲۷۰ھ کی کتاب "**المعقبين مِن ولد الإمام أمير المؤمنين** علیہ السلام " میں ہے کہ:

والعقب من ولد محمد بن علي بن حسين : من جعفر بن محمد ، و أمّه أم فروة بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر بن أبي قحافة ۔ (المعقبین:ص ۸۳۔)

یعنی "امام محمد باقر علیہ السلام کی نسل امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے اور ان کی والدہ امّ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ بن ابی قحافہ تھیں"۔

(۳)- چوتھی صدی ہجری کے مشہور و معروف اور معتبر نسّابہ ابونصر سہل بن عبداللہ بخاری اپنی کتاب "**سرّ السلسلة العلوية** " میں فرماتے ہیں:

ولد الباقر عليه السلام أربعة بنين و بنتين درجوا كلهم إلا أبا عبدالله جعفر بن محمد الصادق عليه السّلام ، إليه انتهي نسبه و عقبه و كل من انتسب إلىٰ محمد الباقر عليه السّلام من غير ولده جعفر الصادق عليه السّلام فهو كذاب دعي لا خلاف فيه۔ (سر السلسلۃ العلویۃ:ص ۳۳، معالم انساب الطالبیین:۱۳۳)

اس روایت میں بھی صاف واضح ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی نسل صرف امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے اور جو کوئی ان کے علاوہ امام باقر کے کسی بیٹے سے ہونے کا دعویٰ کرے دعی کذاب ہے۔

(۴)- پانچویں صدی ہجری کے مشہور نسّابہ شیخ الشرف عبیدلی متوفیٰ ۴۳۵ھ اپنی کتاب "**تهذيب الأنساب و نهاية الأعقاب**" میں فرماتے ہیں:

والعقب من ولد أبي جعفر محمد بن علي الباقر من رجل واحد جعفر بن محمد الصادق عليه السّلام ۔

(تہذیب الانساب ونہایۃ الاعقاب: ص۱۴۷)۔

(۵)- پانچویں ہی صدی کے مشہور عالمِ جلیل اور نسّابہ علّامہ ابنِ حزم اندلسی اپنی کتاب "**جَمْهَرَةُ أنْسَابِ الْعَرَب**" میں امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

ولد محمد بن علي : عبدالله و إبراهيم و علي و جعفر، لا عقب لعبدالله ولا لإبراهيم و لا لعلي ، الا ان عبدالله كان له إبن إسمه حمزة ، مات عن إبنته فقط ، و لا عقب له و لا لإبنته ۔

پھر لکھتے ہیں:

ولا عقب لمحمد إلا جعفر بن محمد فقط ۔

(جمہرۃ انساب العرب: ص۵۹)۔

(۶)- پانچویں صدی ہجری ہی کے ایک اور مشہور نسّابہ سیّد ابو المعمر یحییٰ ابن طباطبا متوفیٰ ۴۷۸ھ کی کتاب "**أبناالإمام فى مصر والشام**" میں امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں ہے:

الإمام أبو جعفر محمد الباقر بن علي زين العابدين بن الحسين السبط ، كان له بضعة أولاد لكنه لم يعقب إلا من إبنه أبي عبدالله جعفر الصادق بن محمد الباقر، وهو الإمام السادس عندالامامية ۔ والعقب من محمد الباقر لا يكون إلا منه ، و كل انتساب إلى الإمام محمد باقر من غير طريق جعفر الصادق فهو باطل۔

(ابناالامام فی مصر والشام: ص ۱۳۱)۔

(۷)- پانچویں صدی ہجری کے ایک اور نسّابہ سیّد ابوالحسن علی العمری اپنی کتاب" المجدي في أنساب الطالبيّين "میں فرماتے ہیں:

فولد محمد بن علي بن الحسين الإمام الباقر أبو جعفر عليه السّلام ، أمّه حسينية ، وهو اوّل من جمع ولادة الحسن والحسين ، وقبره بالبقيع ، وكان واسع العلم وافر الحلم ، روي عنه حديث كثير ، ثلاث بنات : أمّ سلمة خرجت إلى الأرقط فولدت له إسماعيل ، و زينب الصغرىٰ خرجت إلى عبيدالله بن محمد بن عمر بن علي بن أبي طالب عليه‌السلام ۔

و ستة ذكور منهم : جعفر الصادق ، و عبدالله اولد و انقرض ، وعلي كانت له بنت ، وزيد ، وعبيد الله إبن الثقفية درج ، و إبراهيم إبن الثقفية ايضاً درج ۔والعقب من جعفر عليه السّلام وحدهٗ ۔

(المجدی فی انساب الطالبیین: ص ۲۸۴)

(۸)- چھٹی صدی ہجری کے مشہور مفسّر اور ماہر انساب فخر الدین رازی اپنی کتاب"الشجرة المباركة في أنساب الطالبيّة "میں فرماتے ہیں:

واتفقوا على انه لا عقب للباقرعلیہ‌السلام **إلا من الصادق** علیہ‌السلام ۔

(الشجرۃ المبارکۃ فی انساب الطالبیۃ: ص۷۵)

(۹)- ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم فاضل اور نسّابہ ابن فندق بیہقی اپنی کتاب "**لباب الأنساب والألقاب الأعقاب** " میں عبداللہ بن امام محمد باقر علیہ‌السلام کے بارے میں لکھتے ہیں:

عبدالله بن محمد الباقر، له ولد و لولده ولد ، ثمّ انقرض و لم يبق على وجه الارض له عقب ۔ (لباب الانساب والالقاب الاعقاب :ج۱، ص۲۵٦)

(۱۰)- ساتویں صدی ہجری ہی کے مشہور عالم، مؤرخ اور نسّابہ ابن طقطقی اپنی کتاب "**الاصيلي في أنساب الطالبيّين**" میں فرماتے ہیں:

و أما عبدالله بن الإمام الباقرعلیہ‌السلام ، **فله ولد يقال له حمزة ۔ وأمّ عبدالله أمّ فروة بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر ، أمّ أخيه الصادق** علیہ‌السلام ، **قتل بالسمّ و لا عقب له۔**

(الاصیلی فی انساب الطالبیین: ص۱۴۸)

پھر آخر میں امام محمد باقر علیہ‌السلام کی معقب اولاد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

وأعقب الإمام محمد بن علي علیہ‌السلام **من ولده: الإمام جعفر الصادق** علیہ‌السلام ۔

(الاصیلی فی انساب الطالبیین:۱۴۹)

(۱۱)- ساتویں صدی ہجری ہی کے ایک اور مشہور اور معتبر نسّابہ السیّد جمال الدین ابی الفضل احمد بن محمد بن المہنّا الحسینی العبیدلی نے اپنی کتاب " **التذكرةُ**

في الأنساب المطهّرة ‘‘میں عبد اللہ بن امام محمد الباقر علیہ السلام کی اولاد میں اسماعیل بن عبد اللہ اور اس اسماعیل کی اولاد میں صرف محمد بن اسماعیل کا ذکر کیا ہے۔

(التذکرۃ فی الانساب المطہرۃ: ص ۱۷۴)

(۱۲)- آٹھویں صدی ہجری کے عالم فاضل ادیب شاعر اور نسّاب علامہ ابی عبد اللہ محمد بن محمد بن احمد بن محمد بن عبد اللہ الجزی الکلبی الغرناطی متوفیٰ ۷۵۸ھ اپنی کتاب ’’**الأنوار في نسب آل النبي المختار** علیہ السلام ‘‘میں فرماتے ہیں:

فولد محمد الباقر بن علي زين العابدين بن الحسين بن علي بن أبي طالب علیہ السلام ، **عقبه من السيّد جعفر** علیہ السلام ۔

(الانوار فی نسب آل النبی المختار: ص ۸۷)

(۱۳)- آٹھویں صدی ہجری ہی کے مشہور نسّابہ ابی النظام مؤیّد الدین عبید اللہ الاعرجی الحسینی الواسطی متوفی ۷۸۷ھ اپنی کتاب ’’ **الثبت المصان المشرف بذكر سلالة سيد وُلد عدنان** ‘‘ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی معقب اولاد کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

و لم يعقب سيّدنا الإمام محمد الباقر علیہ السلام **إلّا من ولده الإمام أبي عبدالله جعفر الصادق** علیہ السلام **وحدهٗ** ۔

(الثبت المصان: ص ۲۵)

(۱۴)- نویں صدی ہجری کے مشہور نسّابہ عمدۃ النسّابین ابن عنبہ اپنی مشہور کتاب ’’**عمدة الطالب في نسب آل أبي طالبؑ**‘‘ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی معقّب اولاد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

و أعقب من أبي عبدالله جعفر الصادق علیہ‌السلام **وحده**

-

(عمدۃ الطالب: ص۱۶۱)

(۱۵)- یہی ابنِ عنبہ اپنی دوسری کتاب" **عمدة الطالب الكبرىٰ** " میں عبداللہ بن امام محمد الباقر علیہ‌السلام کی نسل کے منقرض ہونے کی بابت اس طرح رقم طراز ہیں:

و أمّا عبدالله بن محمّد الباقر، و يلقب دقدق فأولد ، و أولد ولدهٗ ، ثمّ انقرض الجميع ۔(عمدۃ الطالب الکبریٰ: ص۳۸۳)

(۱۶)- نیز ابنِ عنبہ اپنی تیسری کتاب"**عمدة الطالب الصغرىٰ** "میں آپ علیہ‌السلام کی اولاد کا یوں ذکر کرتے ہیں:

و عقبه من إبنه : أبي عبدالله جعفر الصادق علیہ‌السلام **سادسهم وحده ۔**(عمدۃ الطالب الصغریٰ:۱۱۰)

(۱۷)- نویں صدی ہجری ہی کے مشہور عالم، فاضل، صوفی اور نسّابہ شریف عبداللہ محمد سراج الدین بن السیّد عبداللہ الرفاعی المخزومی متوفیٰ۸۸۵ھ اپنی کتاب" **صحاح الأخبار في نسب السّادة الفاطمية الأخيار** " میں امام محمد الباقر علیہ‌السلام کی اولاد کے ذیل میں فرماتے ہیں:

و أما عقب الإمام محمد الباقر علیہ‌السلام **فانّه من ولده الإمام أبي عبدالله جعفر الصادق** علیہ‌السلام **وحده ۔**

(صحاح الاخبار: طبع مصر، ص۴۳، و طبع بمبئ ص۴۴)

(۱۸)- نویں صدی ہجری کے ایک اور ماہرِ انساب سیّد محمد کاظم موسوی الیمانی اپنی " **كتاب النفحة العنبرية** "میں امام محمد الباقر علیہ‌السلام کی اولاد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

ذكر ولد الباقر علیہ‌السلام **: الذكور ستة : جعفر الصادق** علیہ‌السلام **و إبراهيم و زيد و عبيدالله و عبدالله و علي ، والاناث ثلاث : زينب الكبرىٰ و زينب الصغرىٰ و أمّ كلثوم ۔ والمعقّبون من ولده الإمام جعفر الصادق** علیہ‌السلام **الملقب بأبي عبدالله فقط ۔**

(النفحۃ العنبریۃ: ص۵۱)

(۱۹)- نویں صدی ہجری کے عالمِ جلیل ، مشہور نسّابہ اور نقیب الاشراف شیخ الشرف علی ابی الحسن بن ماجد بن محمد البحرانی المدنی العبدلی الحسینی اپنی تصنیف "**الزبدة في الأنساب** " میں عبداللہ بن امام محمد باقر علیہ‌السلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عبدالله الملقب دقاقا أنقرض جميع اولاده ۔

(الزبدۃ فی الانساب: ص۱۰۱)

(۲۰)-نویں صدی ہجری کے ایک اور مشہور و معروف صوفی بزرگ، عالمِ جلیل اور نسّابہ حضرت سیّد اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات کے مجموعہ " **لطائفِ اشرفي في بيان طوائف صوفي** "میں امام محمد باقر علیہ‌السلام کی اولاد کا ذکر اس طرح مرقوم ہے:

" **و أورا هفت فرزند بود چهار پسر جعفر** علیہ‌السلام **، و عبدالله ، و إبراهيم ، و على ، عقب أو از جعفر صادق** علیہ‌السلام **است و بس** " ۔

(لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی: ص ۳۲۹ حصہ دوم، فارسی، وترجمہ اردو، جلد سوم ص ۵۱۹)

(۲۱)- دسویں صدی ہجری کے مشہور نسّابہ سیّد محمد بن احمد بن عمید الدین نجفی اپنی کتاب "بحر الأنساب أو مشجر الكشاف" میں فرماتے ہیں:

وكان له سبعة أولاد أبوعبدالله جعفر الصادق علیہ‌السلام **وكان به يكنى وعبدالله أمّهما أمّ فروه بنت القاسم بن محمد بن أبي بكر وإبراهيم وعبيدالله و رضى أمّهم أمّ حكيم بنت أسد إبن المغيرة الثقفية وعلي وزينب لأم ولد و أمّ سلمه لأمّ ولد ـ**

(بحر الانساب او مشجّر الکشاف: ص ۱۰۱، مخطوط ص ۴۴)

پھر آگے آپ نے سوائے امام جعفر الصادق علیہ‌السلام کے کسی کی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔

اسی کتاب کے حاشیہ پر علّامہ سیّد مرتضٰی زبیدی عبد اللہ کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھے ہیں:

وكان لعبدالله بن محمد الباقرعلیہ‌السلام **هذا إبن إسمه حمزة مات عن إبنتين فقط ولا عقب له ـ**

(بحر الانساب او مشجّر الکشاف: ص ۱۰۱، مخطوط ص ۴۴)

(۲۲)- دسویں صدی ہی کے نسّابہ سیّد محمد بن حسین بن عبد اللہ الحسینی السمرقندی المدنی متوفی 996ھ امام محمد باقر علیہ‌السلام کی معقّب اولاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

و أولاده ستة ، وقيل سبعة ، والعقب منه فى فرع واحد هو فرع جعفر الصادق بن محمد الباقر علیہ‌السلام ـ

(تحفۃ الطالب: طبع ریاض، ص ۴۶، وطبع قم، ص ۴۹، و انساب الطالبیین: ص ۷۸)

(۲۳)- دسویں صدی ہجری ہی کے ایک اور نسّابہ السیّد النقیب بدر الدین بن حسن بن علی الشدقمی الحسینی متوفیٰ ۹۹۸ھ اپنی کتاب " **المستطابة في نسب سادات طابة** "میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی معقب اولاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فمحمّد علیہ السلام **خلّف الإمام الأكبر والمصباح الإلٰهي الأزهر، أبا عبدالله جعفر الصادق** علیہ السلام **لا غير۔**

(المستطابۃ فی نسب سادات طابۃ: ص ۶۲)

(۲۴)- دسویں صدی ہجری ہی کے ایک اور عالم، فاضل، دانشمند اور نسّابہ علّامہ محمود بن علی المنکدم المعروف ابو جمیل اپنی کتاب " **مشجّر أبوجميل** " میں امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وعقب از جعفر صادق علیہ السلام **است** ۔(مشجّر ابو جمیل :ص ۱۰۸)

(۲۵)- مشہور عالم، فاضل، مفسّر علّامہ حسین واعظ کاشفی متوفیٰ ۹۱۰ھ اپنی کتاب " **روضة الشهداء** " میں امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

ان کی اولاد صرف ان کے بیٹے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام **سے باقی ہے ۔**

(روضۃ الشہداء اردو ترجمہ ج ۲، ص ۴۸۸)

(۲۶)- ابن کیا گیلانی اپنی کتاب " **سراج الأنساب** " میں امام محمد باقر علیہ السلام کی معقّب اولاد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

وعقب آنحضرت ازإمام جعفر الصادق علیہ‌السلام ۔

(سراج الانساب:ص۷۰)

(۲۷)-گیارہویں صدی ہجری کے عالم فاضل نسّابہ سیّد زین الدین علی بن حسن الشدقمی الحسینی اپنی کتاب" **زهرة المقول في نسب ثاني فرعي الرسول** " میں امام محمد باقر علیہ‌السلام کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فمحمّدعلیہ‌السلام **خلّف الإمام الأكبر والمصباح الإلٰهي الأزهر، أبا عبدالله جعفر الصادق**علیہ‌السلام **لا غير۔**

(زهرة المقول:ص۱۵۶)

(۲۸)- سیّد ضامن بن شدقم نسّابہ نے " **تحفة الازهار** "میں اولادِ امام محمد باقر علیہ‌السلام میں صرف امام جعفر صادق علیہ‌السلام کی نسل چلنے کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

والعقب من الباقر منحصر فی إبنه جعفر عليهما السّلام۔

(تحفۃ الازہار: ج۳، ص۳۹۔ و مختصر تحفۃ الازہار: ص۵۲۵۔ والروض المعطار فی تشجیر تحفۃ الازہار: ص۲۱۷)۔

(۲۹)- نسّابہ حسین علی رضا الغریفی نے بھی امام محمد باقر علیہ‌السلام کی معقّب اولاد میں صرف امام جعفر صادق علیہ‌السلام کا ذکر کیا ہے۔

(القبس المنیر من الثابت فی النسب: ص۵۷، مخطوط)

(۳۰)-عالمِ جلیل، فاضلِ نبیل علّامہ السیّد ابو القاسم بن حسین رضوی حائری اپنی کتاب " **رسالة السّادة في سيادة السّادة** "میں امام محمد باقر علیہ‌السلام کی اولاد کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں:

و نسل و عقب او از اولاد صادق علیہ‌السلام **می باشد** ۔(رسالۃ السادۃ: ص۱۸۵)

(۳۱)- السیّد جعفر الاعرجی النجفی الحسینی متوفی ۱۳۳۲ھ اپنی کتاب **"مناهل الضرب فی أنساب العرب"** میں امام محمد باقر علیہ السلام کی معقّب اولاد کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

: والعقب فيه من إبنه أبي عبدالله جعفر الصادق علیہ السلام **وحده ، لا عقب له من غيرهٔ اتفاقاً ۔**

(مناھل الضرب: ص ۳۸۹)

(۳۲)- سیّد محمد صادق خرازی، شیخ شریف آل کاشف الغطاء اور سیّد علی موجانی کی مرتبہ نسب کی قدیم کتاب **" الأنساب المشجّرة "** میں عبد اللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کی بابت لکھا ہے کہ:

انقرض جميع اولاد عبدالله دقاقا من محمد الباقر علیہ السلام۔

(الأنساب المشجّرۃ: ص ۱۳۰)

(۳۳)- ایک اور قدیم نسّابہ سیّد احمد بن محمد بن حسن العلوی الحسینی اپنی کتاب **"درالثمين في أنساب الطالبيّين"** میں امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فكل من انتساب إلىٰ الإمام الباقر علیہ السلام **من غيرولده الإمام جعفر الصادق** علیہ السلام **فهو كذاب دعي لا خلاف في كذبه و دعوته ۔**

(در الثمین فی انساب الطالبیین: ص ۶۴)

(۳۴)-نواب صدیق حسن خان قنوجی اپنی کتاب" **الفرع النامي** "میں لکھتے ہیں: **(امام محمد باقر** علیہ السلام**) پنج پسر و دو دختر داشت جعفر صادق**علیہ السلام ، **و عبدالله و مادر این هر دو أم فروه است و إبراهيم ومادرش ثقفيه مكنى بأم زيد دختر عبدالله بن عمر بن خطاب بود و عبدالله مادرش أم حكيم يا أم زيد بود و أم حكيم دختر أسد بن مغيره است وعلي مادرش أم ولد بود ۔ عقب از جعفر صادق** علیہ السلام**باقی ماند نه از دیگران مگر عبدالله که یک پسر حمزه نام داشت و حمزه را یک دختر بود که فاطمه نام که مادر عمر بن یحیٰ بن حسین بن زید شهید باشد۔**

(الفرع النامی:ص۲۷)

(۳۵)- مفتیٔ تریم علّامہ الشہیر سیّد عبد الرحمٰن بن محمد بن حسین المشہور اپنی تصنیف" **شمس الظهيرة الضاحية المنيرة** "میں عبد اللہ مذکور کی بابت لکھتے ہیں:

عبدالله أولد ثم انقرض ۔(شمس الظہیرۃ:ج۱،ص۳۸)

(۳۶)- مشہور عالم و نسّابہ سیّد حسین ابو سعیدہ موسوی اپنی تصنیف" **المشجّر الوافي** "میں امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کے ذیل میں مختلف علمائے انساب کے اقوال نقل کرنے کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام کی معقب اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الغرض من أستعراض رأي العلماء في أنحصار عقب الإمام محمد الباقر علیہ السلام**في ولده الإمام جعفر الصادق** علیہ السلام **،هو لتأكيد الأجماع العلمائي القائل بأن عقب الباقر**

علیہ‌السلام **منحصراً بالصادق** علیہ‌السلام **فقط،و بقية أبناء الباقر** علیہ‌السلام **بين دارج و منقرض ۔**

(المشجّر الوافي: جلد۵،ص۲۶۱)

(۳۷)-معاصر نسّابہ الشریف انس الکتبی الحسنی اپنی کتاب" **الاصول في ذريّة البضعة البتول** " میں امام محمد باقر علیہ‌السلام کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وله من الولد ستّة أو سبعة ،و أعقب محمد الباقر علیہ‌السلام **من ولده جعفر الصادق** علیہ‌السلام **على الاشهر۔**

(الاصول فی ذریۃ البضعۃ البتول: ص۹۰)

(۳۸)-نسّابہ ٔشہیر سیّد یوسف بن عبد اللہ جمل اللیل اپنی تصنیف " **الشجرة الزكية في الأنساب و سيّر آل بيت النبوّة** "میں کہتے ہیں:

و عبدالله أولد ثم انقرض ۔ (الشجرۃ الزکیۃ: ص۵۰۵)

(۳۹)-معاصر محقّق ،عالم جلیل و نسّابہ ٔشہیر سیّد مہدی الرجائی الموسوی اپنی تصنیف " **المعقبون من آل أبي طالبؑ** " میں عبد اللہ بن امام محمد باقر علیہ‌السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

و عبدالله دقدق، قال البيهقي درج ، و قيل أعقب من ثلاثة رجال ، محمد و إسماعيل و حمزة ۔

(المعقبون: ج۲ص۱۵)

مذکورہ بالا تمام روایات نہ صرف عبد اللہ بلکہ سوائے امام جعفر صادق علیہ‌السلام کے دیگر تمام فرزندانِ امام محمد باقر علیہ‌السلام کی نسل کے انقراض و انقطاع کی مؤیّد ہیں اور یہ تمام کتب اہلِ علم کے ہاں مستند، معتبر اور حجّت مانی جاتی

ہیں۔ اس لیے ابنِ قتیبہ اور بلاذری کی روایت میں وارد لفظ" **لہ عقب**" کسی بھی صورت میں ان کی بقائے نسل کا شاہد نہیں بلکہ ان کی صلبی اولاد ہونے کی خبر دیتا ہے اور اس سے کسی کو انکار بھی نہیں جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مدعیانِ سیادتِ فرید نے جو خواجہ فریدؒ مذکور کے نسب میں ہاشم کا ذکر کیا ہے باطل ہے کیونکہ متقدمین و متوسطین میں سے کسی نے بھی اولادِ عبداللہ میں ہاشم نامی فرزند کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے ان کا مبیّنہ نسب نامہ باطل اور مردود ہے۔

یوں تو اس قدر روشن دلائل کے ہوتے مزید کسی بحث کی ضرورت نہ تھی پھر بھی ہم مدعیانِ سیادتِ فرید کے مبیّنہ عمودِ نسب پر ایک الگ زاویہ سے بھی بحث کرتے ہیں۔

مَبحث دوم

جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ اولادِ عبداللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام میں کوئی ہاشم نامی فرزند نہیں تھا۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ متاخرین میں سب سے پہلے کس نے یہ نام اختراع کیا؟

ہاشم کا ذکر سب سے پہلے سیّد محمد ارشد کالپی نے اپنی کتاب " **احتساب الانساب**" میں کیا اور یہ ارشد کالپی خود ہاشم کی اولاد سے ہونے کا مدعی تھا، اور اسی کتاب سے عطا حسین عبدالرزاق نے اپنی کتاب " **کنز الانساب**" میں اور رشید احمد امروہوی نے " **سیادتِ فریدی**" میں روایات نقل کیں۔

ان کے علاوہ مولوی سیّد امام الدین بن مولوی عبدالفتاح قادری گلشن آبادی نے اپنی کتاب " **تذکرۃ الانساب**" میں " **کیفیت العارفین**" اور " **انوار**

العارفین" سے سیّد محمد کالپی کے نسب میں ہاشم بن عبد اللہ کا ذکر کیا۔ گمانِ غالب یہ ہے کہ ان دونوں کتب کا مصدر بھی **" احتساب الانساب"** ہی ہے۔

حقیر کہتا ہے کہ مندرجہ بالا ہر چہار کتب مردود اور موضوع روایات کا پلندہ ہیں اور اہلِ علم کے ہاں غیر مستند اور غیر معتبر مانی جاتی ہیں ان کی کوئی روایت بھی ایسی نہیں کہ جو دیگر معتبر مصادر کے مواقف ہو۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جنہوں نے ہاشم کا ذکر کیا ہے انہوں نے ان کی اولاد میں کتنے بیٹوں کا ذکر کیا ہے۔

مولوی امام الدین گلشن آبادی نے **" تذکرۃ الانساب "** صفحات ۸۸،۸۹ پر ہاشم بن عبد اللہ کے صرف دو بیٹوں محمد محسن اور جعفر کا ذکر کیا ہے۔

جب کہ سیّد محمد ارشد کالپی نے **" احتساب الانساب"** اور عطا حسین عبد الرزاق نے جو کہ خود ہاشم کی اولاد میں سے تھا **"کنز الانساب"** صفحہ ۶۰ پر ہاشم کی اولاد میں صرف محمد محسن کا ذکر کیا ہے۔ اور جعفر کو محمد محسن کا فرزند لکھا ہے۔

ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ ہاشم کی اولاد میں صرف محمد محسن اور جعفر یا صرف محمد محسن نامی فرزند تھا، کوئی ناصر یا ادہم نامی بیٹا نہیں تھا جیسا کہ مذکورہ بالا عمودِ نسب میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے بھی ہر سہ مدعیان کا دعویٰ باطل اور مبنی بر دروغ ہے۔

مَبحث سوم :

اوپر مبحث دوم میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ اولادِ ہاشم میں کوئی ناصر یا ادہم نامی بیٹا نہیں تھا اب اس مبحث میں ہم مشہور زاہد حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کہ

جنہیں مدعیانِ سیادتِ فرید نے خواجہ فریدؒ کے اجداد میں شمار کیا ہے ان کے نسب ،ان کی وفات اور جائے مدفن پر معتبر کتبِ رجال سے بحث کریں گے۔

(۱)- ابی حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان التمیمی البستی متوفیٰ ۳۵۴ھ اپنی کتاب ''الثّقات ''میں لکھتے ہیں:

إبراهيم بن أدهم بن منصور الزاهد ------أصله من بلخ ----مات في بلاد الروم سنة إحدى وستين ومائة ----- من بكر بن وائل --(الثقات ج۶ص۲۴)

(۲)- یہی ابن حبان اپنی دوسری کتاب'' **مشاهير علماء الامصار**'' صفحہ ۲۱۴ پر ابراہیم بن ادہم کے قبیلہ بکر بن وائل سے ہونے کا ذکر کرتے ہیں۔

(۳)- ابوالحسین احمد بن ایبک بن عبداللہ الحسامی المعروف بہ ابن الدمیاطی مولود ۷۰۰ھ اپنی کتاب '' **المستفاد من ذيل تاريخ بغداد لإبن النّجار** ''میں ابراہیم بن ادہمؒ کا نسب اس طرح بیان کرتے ہیں:

إبراهيم بن أدهم بن منصور بن يزيد بن جابر بن ثعلبة بن سعد بن حلام بن غزية بن أسامة بن ربيعة بن ضبيعة بن عجل بن نجم ---(المستفاد من ذیل تاریخ بغداد: ج۲ص۴۱)

اور پھر ان کی وفات اور جائے مدفن کے بارے میں لکھتے ہیں:

مات إبراهيم بن أدهم سنة إحدى وستين ومائة ، ودفن بسوقين حصن ببلاد الروم۔(المستفاد من ذیل تاریخ بغداد: ج۲، ص۴۲)

(۴)- جمال الدین ابی الحجاج یوسف المزی متوفیٰ ۷۴۲ھ اپنی کتاب''**تهذيب الكمال في إسماء الرجال**'' میں آپ کے نسب کے بارے میں لکھتے ہیں:

إبراهيم بن أدْهَم بن منصور بن يزيد بن جابر العِجْلِي ، و قيل : التميمي ،أبوإسحاق البلخي الزاهد ۔ پھر اسی کتاب میں حافظ ابو عبد اللہ بن مندہ سے ابراہیم مذکور کا نسب اس طرح نقل کیا ہے:

إبراهيم بن أدْهَم بن منصور بن يزيد بن جابر بن ثعلبة بن سعد بن حلام بن غزيّة بن أسامة بن ربيعة بن ضُبيعة بن عِجْل بن لُجِيم ۔نسبه إبراهيم بن يعقوب عن محمد بن كناسه۔

پھر اسی کتاب میں ان کا ابناء الملوک سے ہونا اور سفیان ثوری و فضیل بن عیاض کی مصاحبت کا ذکر بھی موجود ہے اور آخر میں ان کی وفات کے بارے میں لکھا ہے:

قال محمد بن إسماعيل البخاري : مات إبراهيم بن أدهم سنة إحدىٰ و ستين و مئة ، و دفن بسوقين ، حصن ببلاد الروم۔

(تہذیب الکمال: ج ۲، ص ۲۷، ۲۸، ۲۹)

(۵)- حافظ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی متوفیٰ ۷۴۸ھ " **سِيَر اعلام النبلاء** " میں ابراہیم بن ادہم کا ذکر اس طرح کرتے ہیں:

إبراهيم بن أدْهَم بن منصور بن يزيد بن جابر ،القدوة الإمام العارف ، سيّد الزُهاد ، أبوإسحاق العِجْلِي ، وقيل : التميمي ، الخراساني البلخي -----

(سِیَر اعلام النبلاء: ج ۷، ص ۳۸۷۔ و نزہۃ الفضلاء تہذیب سِیَر اعلام النبلاء للذہبی: ص ۵۹۵)

پھر حافظ ذہبی نے ان کا سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض سے ملنا لکھا ہے۔

(۶)- صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی متوفیٰ ۷۶۴ھ اپنی کتاب " **الوافی بالوفیات** " میں ابراہیم بن ادہم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"إبراهيم بن أدهم بن منصور بن يزيد بن جابر أبواسحاق العِجلي وقيل التميمي البلخى "۔

(الوافی بالوفیات: جلد ۵، ص۲۰۹)

(۷)- سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد المصری المعروف ابن الملقن متوفیٰ ۸۰۴ھ اپنی کتاب " طبقات الأولياء " میں لکھتے ہیں:

إبراهيم بن أدهم ، أبو إسحاق البلخي ، ولد بمكة --------- وصحب بمكة سفيان الثوري ، والفضيل بن عياض ، وتوفى بالجزيرة في الغزو ، وحمل الى صور ، مدينة بساحل الشام ، أو ببلاد الروم على ساحل البحر۔فدفن بها سنة إحدى وستين ومائة ۔ (طبقات الاولیاء: ص۵)

(۸)- ابن حجر عسقلانی متوفیٰ ۸۵۲ھ " تهذيب التهذيب "میں لکھتے ہیں:

إبراهيم بن أدهم بن منصور العجلي و قيل التميمي أبوإسحاق البلخي الزاهد ------۔اور پھر ان کی وفات کے بارے میں لکھاہے: قال يعقوب بن سفيان كان من الخيار الافاضل ونقل إبن مندة عن أبي داؤد عن أبي توبة الربيع بن نافع قال مات إبراهيم بن أدهم سنة ١٦٢، له ذكر في كتاب الأدب للبخاري و روي له الترمذي حديثاً واحداً في الطهارة تعليقا قلت ۔و قال إبن معين عابد ثقة ، وقال إبن نميروالعِجْلي ثقة ، وقال إبن حبان في الثقات كان صابرا على الجهد والفقة والورع الدائم والسخاء الوافر الى ان مات في بلاد الروم سنة ١٦١ ۔ (تہذیب التہذیب: ج۱، ص۱۰۳،۱۰۲)

(۹)- علامہ الحافظ صفی الدین احمد بن عبد اللہ الخزرجی حدود ۹۲۳ھ اپنی کتاب "خلاصة تذهيب الكمال فى إسماء الرجال " میں لکھتے ہیں:

إبراهيم بن أدهم بن منصور بن يزيد بن جابر العِجلي أو التميمي أبوإسحاق ۔۔۔۔(خلاصۃ تذہیب الکمال:ص۱۳)

(۱۰)- ملاعبدالرحمٰن جامی نے اپنی کتاب" **نفحات الانس** "میں آپ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے:

ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن منصور بلخی۔۔(نفحات الانس:ص۷۰)

اور پھر ان کی وفات کے بارے میں تین قول ۱۶۱ھ ،۱۶۲ھ، اور ۱۶۶ھ لکھے ہیں۔اور کہا ہے کہ یہی زیادہ مشہور ہے۔

(۱۱)- اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے ملفوظات کے مجموعہ" **لطائف اشرفی** " میں ابراہیم بن ادہم کا نسب یوں بیان کیا گیا ہے:

إبراهيم بن أدْهَم بن سليمان بن منصور البلخي ۔

(لطائفِ اشرفی:ج۱،ص۵۳۰اردو)

(۱۲)- داراشکوہ نے اپنی کتاب" **سفينة الأولياء** " میں آپ کے نام و نسب اور وفات کے بارے میں لکھا ہے:

کنیت ایشان ابواسحاق و نام پدر ادهم بن سلیمان بن منصور بلخی است ۔۔۔۔وفات ایشان شانزدهم جمادی الاوّل در سال یکصد و شصت و دو یا شصت یک هجری بوده ۔

(سفينة الاولياء:ص۸۷،۸۸)

ان تمام روایات میں صاف واضح ہے کہ ابراہیم بن ادہم کا تعلق بنی عِجل قبیلہ سے تھااور یہ قبیلہ بکر بن وائل کی ایک شاخ ہے اور علامہ سمعانی بنی عِجل کے بارے میں اپنی کتاب "**الأنساب** " میں لکھتے ہیں:

هذا النسبة الیٰ بنی عِجْل بن لُجیم بن صعب بن علی بن بکر ابن وائل بن قاسط بن هِنْب بن أفصي بن دُعْمِي بن جَدیلة بن اسد بن ربیعة بن نزار ۔(الانساب:ج۸ص۳۹۹)

اور یہی روایت ابن الاثیر الجزری کی کتاب "**اللباب فی تهذیب الأنساب**" جلد دوم صفحہ ۳۲۵ پر بھی موجود ہے۔

علامہ الحازمی نے اپنی کتاب "**عجالة المبتدي وفضالة المنتهي**" میں بنی عِجل کے بارے میں لکھا ہے:

العِجْلِي منسوب الیٰ عِجْل بن لُجَیْم بن صَعب بن علی بن بکر بن وائل ، قبیل ینسب الیه جماعة جَمْة من الصحابة والتابعین فمن بعدهم ۔(عجالة المبتدي وفضالة المنتهي:ص۹۱)

مشہور محدث، مؤرخ اور مفسر جلال الدین سیوطیؒ نے "**لب اللباب فی تحریر الأنساب**" میں بنی عجل کا ذکر اس طرح کیا ہے:

العجلی : بفتحتین الی عمل العَجَل التی تَجُرَّها الدواب و بالکسر والسکون الی عِجْل بن بکر بن وائل ۔

(لب الباب فی تحریر الانساب :جز الثانی، ص۱۰۸۔)

یہاں ایک چیز کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ہندی تذکرہ نگاروں میں سے اللہ دیہ چشتی نے اپنی کتاب "**سِیَر الاقطاب**" صفحہ نمبر ۴۰، اور مفتی غلام سرور لاہوری نے "**خزینۃ الاصفیاء**" جلد دوم صفحہ نمبر ۲۴ پر ابراہیم بن ادہمؒ کو حضرت عمر فاروقؓ کی نسل سے لکھا ہے جو کہ سراسر غلط اور حقائق کے مغائر ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں نے جو آپ کی تاریخ وفات لکھی ہے وہ بھی قدیم اور معتبر کتب رجال میں مرقوم روایات کے خلاف ہے۔

ابراہیم بن ادہم کے ذکر میں مفتی عارف حسین ترمذی ناظری کی تلبیس :

اس کے علاوہ یہاں ایک اور وضاحت بھی ضروری ہے کہ مفتی عارف حسین ترمذی نے اپنی کتاب میں **" ابراہیم بن ادہم کے ہم نام دوسرے بزرگ "** کے عنوان سے لکھاہے کہ اس نام کے تین بزرگ تھے۔

" **اول:** ابواسحاق ابراہیم بن ادہم بن منصور بن یزید بن جابر عجلی بلخی ،شامی ہیں جو زاہد کے لقب سے شہرت رکھتے تھے ان کی وفات ۱۶۱ھ عکہ کے مقام پر شام میں ہوئی۔ مزید لکھاہے کہ ان بزرگوار کا نسب عجلی قبیلہ سے ہے۔۔وغیرہ وغیرہ۔

دوم: ابراہیم بن ادہم تمیمی، محدثین میں غیر زاہد مشہور ہیں کوفہ کے رہنے والے، تہذیب التہذیب جلد اول ص ۸۹ کے مطابق آپ مصر میں رشدین بن سعید سے اخذ احادیث کے لئے ملے اور ۱۶۲ھ میں وفات پائی اور بغداد میں امام احمد بن حنبل کے قریب دفن کئے گئے انہوں نے امام سفیان ثوری اور امام رشدین بن سعید سے روایت کی ہے۔ نسلاً بنی تمیم سے ہیں۔

سوم: خاندان چشت اہل بہشت کے روحانی پیشوا سلطان التارکین خواجہ سلطان ابواسحاق ابراہیم بن ادہم سیّدنا فضیل بن عیاض کے خلیفۂ اعظم اور سیّدنا خواجہ حذیفہ مرعشی کے پیر و مرشد ہیں آپ ہی امیر بلخ کے نواسے ہونے کے ناتے سے امیر بلخ قرار پائے اور پھر مشیت ایزدی کے تحت امارت بلخ ترک فرما کر سلطان التارکین کے عظیم عنوان سے نوازے گئے۔ پھر آگے جا کر لکھتے ہیں کہ ان کی تدفین روم کے شہر سوقین میں ہوئی" ۔

(فیضان سادات کنگر: ص ۸۷،۸۸)

حقیر کہتا ہے کہ مفتی صاحب نے یہاں تلبیس کی کوشش کی ہے کیونکہ ابراہیم بن ادہم صرف دو تھے جن کا ذکر کتب رجال و تذکار میں مرقوم ہے۔

اوّل: ابراہیم بن ادہم بلخی جو مشہور زاہد اور فضیل بن عیاض کے مصاحب اور خلیفہ تھے۔ یہی روم میں مدفون ہیں اور یہی عِجْلی تھے اور انہی کو تمیمی بھی کہا گیا ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا جاچکا ہے۔

دوم: ابراہیم بن ادہم کوفی کہ جس کا ذکر ابن حجر عسقلانی نے "**تهذيب التهذيب**" میں اس طرح کیا ہے۔

إبراهيم بن أدْهَم الكوفي رأيت في المنتظم لإبن الجوزي انه غيرالزاهد وانه كوفي قدم مصرزائرالرشدين بن سعد وحفظ عنه ومات سنة ١٦٢ ۔(تہذیب التہذیب:ص۱۰۳)

یہ جو تیسرا ابراہیم بن ادہم مفتی صاحب نے لکھا ہے یہ مفتی صاحب کی ذہنی اختراع ہے۔ مفتی صاحب سے گزارش ہے کہ اگر کوئی تیسرا ابراہیم بن ادہم نامی بزرگ تھا تو اس کا ثبوت فراہم کرکے ہماری معلومات میں اضافہ کریں، بالفرض تھا بھی تو اس کا خانوادۂ رسالت سے نسبی تعلق بھی ثابت کریں۔

تلبیس ثانی:

اب ذرا عارف ترمذی کی دوسری تلبیس ملاحظہ کیجئے، کتاب کے ص ۹۰ پر علامہ سمعانی کی کتاب " **الأنساب** " کے حوالہ سے ابراہیم ادہم کا شجرہ مادری اس طرح لکھا ہے:

سيّدنا أبوإسحاق إبراهيم بن مقدسه مكرمه عابده بنت أميرأسد بن سامان بن جبا بن نياربن نوشرو بن طمغاث بن بهرام

جوبين الساماني ۔مات بفرغانه فی شوال سنه خمس و مائتين ۲۰۵ھ ۔

(الانساب للسمعانی:ج۳،ص ۲۰۱)

جب ہم سمعانی کی کتاب" **الأنساب**" کی طرف رجوع کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہ روایت امیر ابو ابراہیم اسماعیل بن احمد بن اسد کے والد کے ذکر میں ہے نہ کہ ابراہیم بن ادہم کی والدہ کے ذکر میں، اور یہ روایت اس طرح ہے:

ووالده الأمير أحمد بن أسد بن سامان بن جبا بن نيار بن نوشرد بن طمغاث بن بهرام جوبين الساماني ۔يروي عن سفيان بن عينية و إسماعيل بن علية ، و يزيد بن هارون ، و منصور بن عمار۔روي عنه إبنه الأمير إسماعيل و مات بفرغانه في شوال سنة خمس و مائتين ۔(الانساب:ج۷ص ۱۲،۱۳)

اب دیکھئے مفتی صاحب نے اپنے مقصد کے لئے روایت کو کس طرح توڑ موڑ کر پیش کیا اور اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔غالباً یہاں مفتی صاحب نے کسی دوسرے کے اگلے لقمے چبائے ہیں۔

مَبحث چہارم:

اب ہم فرخ شاہ کابلی کے نسب کی طرف بڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ تذکرہ نگاروں نے ان کے نسب کے بارے میں کیا لکھا ہے۔اس سلسلہ میں ہمارے مدِ نظر صرف وہ کتابیں ہیں جو ہندوستان میں لکھی گئیں کسی غیر ہندی کتاب میں ان کا تذکرہ ہماری نظر سے نہیں گزرا۔

(۱)- محمد غوث شطاری نے اپنی کتاب "**گلزارِ ابرار**" میں فرید الدین گنج شکر کے نسب کے ذیل میں فرخ شاہ کابلی کے نسب کے بارے میں لکھا ہے:

فرید الدین مسعود بن سلیمان بن قاضی شعیب بن احمد بن یوسف بن شہاب الدین بن فرخ شاہ کابلی اور دس واسطوں سے اس کا سلسلۂ نسب فاروق اعظمؓ سے جاملتا ہے۔

(اذکار ابرار اردو ترجمہ گلزار ابرار: محمد غوث شطاری مانڈوی ص۴۸)

نیز محمد غوث شطاری نے اسی کتاب میں شیخ عزیز اللہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ آپ شیخ یحییٰ بن شیخ لطیف الدین کے بیٹے اور فاروقی نسل ہیں۔ فرخ شاہ کابلی سے سلسلہ جاملتا ہے۔

(اذکار ابرار اردو ترجمہ گلزار ابرار: محمد غوث شطاری مانڈوی ص۱۵۸)

(۲)- مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب "**خزينة الأصفياء**" میں فرخ شاہ کا نسب اس طرح لکھا ہے:

شیخ أحمد المعروف فرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بے نیشمان بن سامان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ بن واعظ الاکبربن ابو الفتح بن اسحاق بن قطب العالمین سلطان ابراہیم بادشاہ بلخ بن ادھم بن سلیمان بن حربن عبداللہ بن عمربن خطاب ۔

(خزینۃ الاصفیاء جلد دوم ص)

(۳)- نیز مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی دوسری کتاب " **حديقة الأولياء** " میں فرخ شاہ کا شجرۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے:

أحمد المشهور به فرخ شاه بادشاه كابل بن نصيرالدين بن محمود المعروف به نشيمان شاه بن سامان شاه بن سليمان مسعود بن عبدالله بن واعظ الأكبر بن أبوالفتح بن إسحاق بن سلطان المتقين إبراهيم بادشاهِ بلخ بن أدْهم بن سليمان بن ناصر بن عبدالله بن اميرالمؤمنين فاروق اعظم عمر ابن الخطاب ۔

(حدیقۃ الاولیاء: ص۷۵-۷۶)

(۴)- محمد ضیاء الدین احمد علوی نے اپنی کتاب " **مرأة الأنساب** "میں فرخ شاہ کا سلسلۂ نسب اس طرح لکھا ہے:

شيخ أحمد بن خواجه نصيرالدين بن (پڑھا نہیں جاسکا) **بن خواجه سليمان بن خواجه مسعود بن خواجه عبدالله أصغربن خواجه عبدالله أكبربن خواجه أبو الفتح بن خواجه إسحاق بن خواجه إبراهيم أدْهم بن حضرت ناصر الدين بن عبدالله بن حضرت عمر فاروق ۔**

(مرأۃ الانساب: ص۳۷-۴۰)

(۵)- سیّد امام الدین بن عبد الفتاح گلشن آبادی کی تصنیف" **تذكرة الأنساب** "میں فرخ شاہ کا شجرۂ نسب یوں مرقوم ہے:

أحمد المشهورفرخ شاه بن نصير الدين بن محمود نشيمان شاه بن سامان بن سليمان بن مسعود بن عبدالله بن واعظ الأكبربن أبوالفتح بن إسحاق بن سلطان إبراهيم بلخي بن أدْهَم بن سليمان بن ناصربن عبدالله بن عمربن خطاب ۔

(تذکرۃ الانساب: ص۲۰)

اسی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر مجدد الف ثانی کے نسب میں "زبدة المقامات "کے حوالہ سے احمد المشہور فرخ شاہ کا شجرۂ نسب اس طرح لکھا ہے:

فرخ شاه بن شيخ نصير الدين بن شيخ محمود بن سليمان بن مسعود بن عبدالله الواعظ الأصغر بن عبدالله الواعظ الأكبر بن أبوالفتح بن إسحاق بن إبراهيم بن ناصر بن عبدالله بن عمر بن خطاب۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۱، ۲۲ پر رسالہ "ملفوظاتِ كماليه" کے حوالہ سے حضرت شیخ کمال الدین کے نسب میں فرخ شاہ کا شجرہ یوں رقم کیا ہے:

فرخ شاه بن شيخ نشيمان بن نصير الدين بن شهاب الدين بن شيخ سليمان بن شيخ سلطان بن عبدالله بن مسعود بن واعظ الله أصغر بن واعظ الله أكبر بن أبي الفتح بن إسحاق بن إبراهيم بن ناصر بن عبدالله بن عمر فاروق۔

(سیّد امام الدین کی ہر سہ روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔)

(۲)-احمد مکی نے " هدية أحمديه " میں مجدد الف ثانی کے نسب کے ذیل میں فرخ شاہ کا نسب یوں بیان کیا ہے:

سلطان شهاب الدين علي المعروف به فرخ شاه الكابلي بن خواجه نصير الدين بن خواجه محمود بن خواجه سليمان بن خواجه مسعود بن خواجه عبدالله الواعظ الأصغر بن خواجه عبدالله الواعظ الأكبر بن أبوالفتح بن خواجه إسحاق بن إبراهيم بن ناصر بن سيّدنا عبدالله بن عمر بن الخطاب۔

(ہدیہ احمدیہ: ص۵،۴)

(۷)- محمود احمد عباسی نے " تحقيق الأنساب "میں فرخ شاہ کا سلسلۂ نسب کچھ یوں لکھا ہے:

أحمد فرخ شاه بن نصير الدين بن محمود بن سليمان معروف به شيخ سامان بن مسعود بن عبدالله بن أحمد واعظ الأصغر بن محمد واعظ الأكبر بن أبوالفتح بن إسحاق بن إبراهيم بن ناصر بن عبدالله بن حضرت عمر بن خطاب ۔

(تحقیق الانساب:ص۲۸۵)

(۸)-حاجی خواجہ محمد حسن صاحب مجددی سجادہ نشین ٹنڈہ سائینداد ضلع حیدر آباد سندھ اپنی تصنیف "أنساب الأنجاب"میں فرخ شاہ کا نسب یوں بیان کرتے ہیں:

سلطان شهاب الدين علي المعروف به فرخ شاه كابلي الفاروقي بن خواجه نصير الدين بن خواجه محمود بن خواجه سليمان بن خواجه مسعود بن خواجه عبدالله الأصغر بن خواجه عبدالله الواعظ الأكبر بن خواجه أبوالفتح بن خواجه إسحاق بن خواجه إبراهيم بن خواجه ناصر بن حضرت عبدالله بن حضرت عمر بن خطاب ۔(انساب الانجاب:ص۴)

(۹)- فقیر محمد شفیع نقشبندی مجددی چوراہی نے اپنی کتاب" بركات نقشبنديه مع انوار تیراہی "میں خواجہ محمد معصوم بن مجدد الف ثانی کے نسب کے ذیل میں فرخ شاہ کا شجرۂ نسب یوں لکھا ہے:

حضرت فرخ شاه كابلي بن حضرت نصيرالدين بن حضرت محمد سليمان بن حضرت مسعود بن حضرت عبدالله الواعظ الأصغر بن حضرت عبيدالله الواعظ الأكبر بن حضرت

أبو لفتح بن حضرت محمد إسحاق بن حضرت إبراهيم بن حضرت نصيرالدين بن حضرت عبدالله بن حضرت عمر فاروق

-

(انوار تیراہی: حصہ اول، ص ۵۰)

(۱۰)- " فیضانِ چوراہی" میں فرخ شاہ کا نسب کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

حضرت محمد فرخ شاه معروف به شهاب الدين كابلي بن حضرت نصيرالدين بن حضرت محمد مسعود بن شيخ سليمان بن شيخ مولیٰ بن شيخ پٹهان بن حضرت محمد مسعود بن حضرت عبدالله الواعظ بن حضرت عبدالله الواعظ الأكبر بن حضرت إسحاق بن حضرت إبراهيم بن حضرت سيّدنا نصيرالدين بن حضرت عبدالله بن حضرت عمر بن خطاب ـ

(فیضان چوراہی: ص ۴۴)

(۱۱)- محمد اقبال مجددی محقق "حديقة الأولياء" نے کتاب "سِيَر الاقطاب" ص ۱۶۳ کے حوالہ سے فرخ شاہ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے:

شيخ شهاب الدين معروف به فرخ شاه كابلي بن فخرالدين محمود بن سليمان بن شيخ مسعود بن عبدالله واعظ الأصغر بن واعظ الأكبر أبوالفتح بن شيخ إسحاق بن شيخ نصير بن عبدالله بن حضرت عمر فاروق ـ (حاشیہ حدیقۃ الاولیاء: ص ۷۵)

(۱۲)- سیّد عبد الحیٔ لکھنوی متوفیٰ ۱۳۴۱ھ نے اپنی کتاب " نزهة الخواطر و بهجة المسامح والنواظر " جلد اوّل صفحہ ۷۷ اپر آپ کو عمری لکھا ہے۔

(۱۳)- ظہور الحسن شارب نے بھی اپنی تصنیف" **تذکرہ اولیائے پاک وہند**" صفحہ نمبر ۵۲ پر آپ کو حضرت عمرؓ بن خطاب کی نسل سے لکھا ہے۔

(۱۴)- سیّد نجم الحسن فضلی نے بھی" **اشرافِ عرب** " صفحہ ۴۸۷ پر آپ کا فاروقی النسب ہونا لکھا ہے۔

حقیر کہتا ہے کہ فرخ شاہ کابلی کے نسب میں وارد مندرجہ بالا تمام روایات باوجود کثرتِ اختلاف و اشکالات ان کی فاروقیّت کی مظہر ہیں اور کوئی ایک روایت بھی ان کی سیادت کی مؤیّد نہیں، اس لئے ہر سہ مدعیانِ سیادت فریدی کا دعویٰ غلط، باطل اور مبنی بر دروغ ہے۔

یہاں اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مندرجہ بالا نسب نامہ ہا کی صحت میں بھی شدید اشکالات پائے جاتے ہیں چونکہ میرا مقصد صرف ان کی سیادت کی نفی ہے اس لئے ان روایات پر نقد و جرح سے گریز کیا جاتا ہے اور اس موضوع پر پھر کبھی شرح و بسط سے روشنی ڈالی جائے گی۔ انشاء اللہ

مَبحث پنجم:

اس مبحث میں وہ تمام روایات کہ جو تذکرہ نگاروں نے حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ کے نسب کے بارے میں لکھی ہیں بیان کی جاتی ہیں:

(۱)- سیّد محمد مبارک کرمانی متوفی ۷۷۰ھ نے اپنی کتاب "**سیر الأولیاء**" میں آپ کے نسب کے بارے میں اس طرح لکھا گیا ہے:

" یہ بادشاہ اہلِ دین فرخ شاہ عادل بادشاہِ کابل کے شریف و نجیب خاندان کا روشن چراغ ہے"۔(سِیَر الاولیاء:ص۱۱۹)

واضح رہے کہ اس کتاب کے مؤلف کے دادا سیّد محمد کرمانیؒ خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ کے مریدین میں سے تھے۔

(۲)- مولانا محمد علی اصغر چشتی نے اپنی کتاب "جواھرِ فریدی " میں جو کہ ۱۳ ربیع الاوّل ۱۰۳۳ھ میں بعہد جہانگیر بادشاہ تمام ہوئی میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے:

فريد الدين بن جمال الدين سليمان بن شعيب بن أحمد بن يوسف بن محمد بن شهاب الدين بن أحمد المعروف فرخ شاه كابلي بن نصير الدين بن محمود المعروف به شهنشاه بن شيخ شادمان بن سلطان محمود بن عبدالله بن واعظ الأصغر بن واعظ أكبر بن أبوالفتح كامخ بن إسحاق بن إبراهيم بن ناصر الدين بن عبدالله بن عمر بن خطاب ۔(جواہرِ فریدی:ص۲۵۰)

واضح رہے کہ اس کتاب کے مؤلف خود خواجہ فرید الدین گنج شکر کی نسل سے تھے اور یہ کتاب فرید الدین مذکور کی اولاد اور خاندان کے نسب پر ایک جامع اور بمقابلہ دیگر مصادر کے ایک معتبر ماخذ ہے۔

(۳)- دارا شکوہ نے "**سفينة الأولياء** "میں آپ کے نسب کے بارے میں لکھا ہے:

نام ایشان مسعود بن عزالدین محمود است و از اولاد حضرت امیرالمؤمنین عمر خطاب است ۔(سفینۃ الولیاء:ص۹۶)

(۴) - احمد مکی اپنی کتاب" **هديۀ أحمديه** "میں آپ کے نسب کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

" نسب عارف أکبر حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر قدس سره الأنوار و حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دهلی وغیرهم بسلطان(یعنی فرخ شاہ کابلی)موصوف میرسد لکن نسب نویسان ایشان در تعداد اجداد آن بزرگان مخالفت بسیار دارند "۔

پھر اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:

" نسب حضرت فرید را بتوسط سلطان شهاب الدین فرخ شاه تا حضرت خواجه واعظ الأکبر رسانیده نوشته که إبن حضرت خواجه أبوالفتح کافح بن شاه إسحاق بادشاه بن حضرت خواجه إبراهیم بادشاه بلخ بن حضرت خواجه أدْهم قریشی بن حضرت خواجه سلیمان بن حضرت خواجه منصور قریشی بن حضرت خواجه ناصر الدین بن حضرت عبدالله بن حضرت امیرالمؤمنین رضی الله عنه مگر این تحریر غلطِ فاحش ست ------" ۔(ہدیۂ احمدیہ:ص۵)

(۵) - محمود احمد عباسی نے اپنی کتاب" تحقیق الأنساب "میں آپ کا نسب اس طرح بیان کیا ہے:

فرید الدین گنج شکر بن شیخ جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد فرخ شاه بن نصیر الدین بن محمود بن سلیمان معروف به شیخ سامان بن مسعود بن عبدالله بن احمد واعظ الاصغر بن محمد واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ناصر بن عبدالله بن حضرت عمر بن خطاب ۔(تحقیق الانساب:ص۲۸۵)

پھر لکھا ہے کہ:

عبد اللہ بن عمر کے بیٹوں کے جو نام معتبر کتب انساب میں ملتے ہیں اور مندرجہ بالا شجرہ میں درج ہیں ان میں کسی کا نام ناصر نہیں ملتا ممکن ہے کہ ان کے نبیر گان میں سے کسی کا نام ناصر ہو، بہر حال حضرت فرید گنج شکر کی فاروقیت علیٰ وجہ الشہرۃ و تواتر مسلّم ہے"۔ پھر اسی صفحہ کے حاشیہ پر رقم طراز ہے کہ:

"خاکسار مؤلف کی تحقیق میں آپ (ناصر) کا سلسلۂ نسب یوں ہے:
ناصر بن عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عبداللہ بن عمر فاروق" ۔(حاشیہ تحقیق الانساب:ص۲۸۵)

حقیر کہتا ہے کہ یہ روایت بھی خالی از اشکال نہیں کیونکہ عبد اللہ بن عمر فاروقؓ کے کسی فرزند کا نام بھی عاصم نہیں۔(انظر:جمہرۃ انساب العرب لابن حزم)

(۶) ۔ محمد غوث شطاری مانڈوی نے اپنی کتاب "**گلزارِ ابرار**" میں آپ کا نسب یوں بیان کیا ہے:

فرید الدین مسعود بن سلیمان بن قاضی شعیب بن احمد بن یوسف بن شہاب الدین بن فرخ شاہ کابلی اور دس واسطوں سے اس کا سلسلۂ نسب فاروق اعظم سے جا ملتا ہے۔(گلزار ابرار: محمد غوث شطاری مانڈوی:ص۴۸)

واضح رہے کہ یہ کتاب جہانگیر کے عہد میں لکھی گئی اور تذکارِ صوفیاء پر ایک معتبر مصدر رہے۔

(۷)۔ شیخ اللہ دیہ چشتی کی کتاب "**سِیَرالاقطاب**" میں آپ کے نسب کے بارے میں لکھا ہے:

نقل ہے کہ نسب آپ کا حضرت عمر فاروقؓ خلیفۂ دوم سے ملتا ہے اور آپ شاہ فرخ کابلی کی دودمان سے ہیں۔

(سیر الاقطاب اردو: مترجم محمد علی جویا، مطبع نولکشور لکھنؤ ۱۹۰۶ء، ص۱۴۶)

واضح رہے کہ محمد اقبال مجددی نے حاشیہ "**حدیقۃ الاولیاء**" صفحہ ۷۵ پر لکھا ہے کہ "**سیر الاقطاب**" پہلا تذکرہ ہے جس میں آپ کا شجرۂ نسب بیان کیا گیا ہے ورنہ اس سے قبل کی کتب ان کے شجرہ سے خالی ہیں، محمد اقبال مجددی اور "**آکھیا بابا فرید نے**" کے مؤلف محمد آصف خان نے "**سِیَر الاقطاب**" کے حوالہ سے آپ کا شجرہ اس طرح بیان کیا ہے:

شیخ فریدالدین مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ محمد احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین معروف به فرخ شاہ کابلی بن فخرالدین محمود بن سلیمان بن شیخ مسعود بن عبدالله واعظ الاصغر بن واعظ الاکبر ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن شیخ نصیر (در آکھیا بابا فرید نے: ناصر) بن عبدالله بن عمر فاروق ۔ (حاشیہ حدیقۃ الاولیاء ص۷۵، آکھیا بابا فرندنے ص۳۴)

حقیر کہتا ہے حیرت ہے سِیَر الاقطاب میں یہ شجرۂ نسب درج نہیں جیسا کہ اوپر سِیَر الاقطاب کی روایت بیان کی جا چکی ہے ہر دو محققین نے اپنی کتابوں میں اس کتاب کا غلط حوالہ دیا ہے۔

(۸)- مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی کتاب "**خزینة الأصفیاء**" میں آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے:

آپ کا سلسلۂ نسب کابل کے بادشاہ فرخ شاہ سے ۸ واسطوں پر ملتا ہے اسی طرح سترہ واسطوں سے ابراہیم ادھم سے جا ملتا ہے پھر تیئس واسطوں سے حضرت فاروق اعظم عمرؓ بن خطاب سے جا ملتا ہے۔

فرید الدین گنج شکر بن جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن شیخ احمد المعروف فرخ شاہ بادشاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بے نیشمان بن سامان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ بن واعظ الاکبربن ابو الفتح بن اسحاق بن قطب العالمین سلطان ابراہیم بادشاہ بلخ بن ادھم بن سلیمان بن حربن عبداللہ بن عمربن خطاب۔

(خزینۃ الاصفیاء جلد دوم ص۱۰۹،۱۰۸)

(۹)۔ مفتی غلام سرور لاہوری اپنی دوسری تصنیف **"حدیقة الأولياء "** میں آپ کا نسب اس طرح بیان کرتے ہیں:

شیخ فریدالدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہور به فرخ شاہ بادشاہِ کابل ۔ (حدیقۃ الاولیاء: ص۷۵)

(۱۰) ۔ محمد ضیاء الدین احمد علوی امروہی نے اپنی کتاب **"مرأة الأنساب "** میں آپ کا شجرۂ نسب یوں رقم کیا ہے:

:فرید الدین بن جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن سلطان شہاب الدین بن شیخ احمد بن خواجه نصیر الدین بن (پڑھا نہیں جا سکا) **بن خواجه سلیمان بن خواجه مسعود بن خواجه عبداللہ اصغر بن خواجه عبداللہ اکبر بن خواجه ابو الفتح بن خواجه اسحاق بن خواجه ابراہیم ادہم بن حضرت ناصر الدین بن عبداللہ بن حضرت عمر فاروق ۔**

(مر آۃ الانساب: ص۳۷-۴۰)

(۱۱)- مؤرّخ لاہور محمد دین کلیم اپنی کتاب "**چشتی خانقاہیں اور سربراہانِ برصغیر**" میں حضرت فریدالدین مذکور کے نسب کے بارے میں لکھتے ہیں:

حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر ولد حضرت شیخ جمال الدین سلیمان ۱۱۸۰ء کھتوال میں پیدا ہوئے سلسلۂ نسب امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ فرخ شاہ بادشاہِ کابل کے خاندان سے تھے۔ (چشتی خانقاہیں اور سربراہانِ برصغیر: ص۵۰)

(۱۲)- سیّد امام الدین بن عبدالفتاح گلشن آبادی نے اپنی کتاب "**تذکرۃ الانساب**" میں آپ کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کیا ہے:

فرید الدین گنج شکر بن شیخ جمال الدین سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد بن شہاب الدین بن احمد المشہورفرخ شاہ بن نصیر الدین بن محمود نشیمان شاہ بن سامان بن سلیمان بن مسعود بن عبداللہ بن واعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن سلطان ابراہیم بلخی بن ادہم بن سلیمان بن ناصربن عبداللہ بن عمربن خطاب۔ (تذکرۃ الانساب: ص ۲۰)

(۱۳)- سیّد عبدالحئ لکھنوی متوفیٰ ۱۳۴۱ھ اپنی کتاب " **نزهة الخواطر و بهجة المسامح والنواظر** " میں آپ کے نسب کے بارے میں اس طرح رقم طراز ہیں:

الشیخ الکبیر مسعود بن سلیمان بن شعیب بن احمد بن یوسف بن محمد ابن فرخ شاہ العمری الإمام فرید الدین الچشتی الاجودھنی ۔ (نزہۃ الخواطر: جلد اول، ص۱۷۷ طبع حیدر آباد دکن)

(۱۴)- ظہور الحسن شارب نے اپنی کتاب **" تذکرۃ اولیائے پاک وہند "** میں **سِیَر الاولیاء** فارسی کے حوالہ سے آپ کے نسب کے بارے یوں لکھا ہے:" آپ کا نسب نامۂ پدری امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن خطاب تک پہنچتا ہے۔ آپ کابل کے بادشاہ فرخ شاہ کے خاندان سے تھے"۔ (تذکرہ اولیائے پاک وہند: ص:۵۲)

حقیر کہتا ہے کہ **" سِیَر الاولیاء "** ترجمہ اردو میں آپ کا حضرت عمرؓ کی اولاد سے ہونا نہیں لکھا شاید یہاں ظہور الحسن شارب سے تسامح ہوا ہے یا انہوں نے کسی دوسرے کے اُگلے لقمے چبائے ہیں۔

(۱۵)- سیّد نجم الحسن فضلی نے **"اشرافِ عرب"** میں آپ کا شجرۂ نسب اس طرح لکھا ہے:

شیخ مسعود فرید گنج شکر بن شیخ جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شہاب الدین بن احمد فرخ (شاہ کابل) بن شیخ نصیر الدین بن شیخ نسیمان شاہ بن شیخ سلمان بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ بن شیخ واعظ الاکبر بن شیخ محمد احمد واعظ الاصغر بن شیخ محمد واعظ اکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن ابراہیم بن ادہم بن شیخ سلیمان اسلم بن شیخ نصیرالدین سلیم بن عبداللہ عاصم بن حضرت عمر فاروق ۔ (اشرافِ عرب: ص:۴۸۷)

حاصلِ کلام یہ کہ باوجود اختلافِ روایات و اشکالات مندرجہ بالا تمام روایات میں ایک چیز مشترک ہے اور وہ حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر کی فاروقیت، اور اگر یہ کہا جائے کہ علیٰ وجہ الشہرۃ آپ کا فاروقی النسب ہونا مسلّم ہے تو غلط نہ ہو گا۔

خلاصۂ کلام :

مذکورہ بالا مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ :

(اوّل)- عبد اللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام کے صرف تین بیٹے حمزہ، اسماعیل اور محمد تھے اور ان میں کوئی ہاشم نامی فرزند نہیں تھا نیز عبد اللہ مذکور کی نسل کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ اوپر مبحث اوّل میں انتالیس عدد معتبر کتب انساب سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ اس لئے مدعیانِ سیادتِ فرید کا دعویٰ باطل اور تاریخی حقائق کے مغایر ہے۔

(دوم)- بالفرض اگر عبد اللہ کی اولاد میں ہاشم نامی فرزند مان بھی لیا جائے تو مبحثِ دوم میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ ہاشم کی اولاد میں کوئی ناصر یا ادہم نام کا بیٹا نہیں تھا۔ اس لئے بھی مدعیانِ سیادتِ فرید کا مبیّنہ شجرۂ نسب باطل اور ناقابلِ تسلیم ہے۔

(سوم)- مدعیانِ سیادت فرید کا دعویٰ ہے کہ خواجہ فریدؒ مذکور ابراہیم بن ادہم کی اولاد میں سے تھے اور وہ ہاشم بن عبد اللہ بن امام محمد باقر علیہ السلام کی ذرّیات میں سے تھے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم بن ادہم کا تعلق بنی عِجل قبیلہ سے تھا نہ کہ سادات سے، جیسا کہ اوپر مبحثِ سوم میں بارہ (۱۲) عدد معتبر کتب رجال سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

(چہارم)- اوپر مبحث چہارم میں چودہ(۱۴) عدد کتب سے فرخ شاہ کابلی جو کہ خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ کے اجداد میں سے تھے کا علیٰ وجہ الشہرت فاروقی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

(پنجم)- یہ کہ تمام تذکرہ نگاروں نے حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکرؒ کو فاروقی النسب لکھا ہے جیسا کہ ہم نے مبحث پنجم میں پندرہ عدد مشہور کتب تذکار سے ثابت کیا ہے۔ اس لئے کسی بھی پہلو سے مدعیانِ سیادتِ فرید کا دعویٰ مقبول اور قابلِ تسلیم نہیں بلکہ یہ جعل سازی، قصداً نسب بدلنے اور تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے زمرہ میں آتا ہے۔

احقر کہتا ہے کہ اس قدر آیاتِ بیّنات کے ہوتے اگر پھر بھی کوئی ان کی سیادت پر مصر ہے تو اس سے گزارش ہے کہ کتب معتبرہ میں وارد ان روایات کا مطالعہ بھی کر لے جو نسب بدلنے والوں کی وعید میں نازل ہوئی ہیں اگر دل میں ذرا بھی ایمان کی رتی ہوئی تو انشاءاللہ افاقہ ہو گا۔

گر قبول اُفتد زَہے عزّ و شرف

مصادر التحقیق :

---

1. أبناء الإمام في مصر والشام : أبوالمعمر يحيىٰ إبن طبا طبا ، مكتبة جل المعرفة ، رياض ، تاريخ الطبع ۲۰۰۴ء ۔
2. الأحكام السلطانية : ابن الماوردي ،
3. اذكارِ أبرار اردو ترجمه گلزارِ أبرار : محمد غوث شطاري مانڈوي ، مترجم فضل أحمد جيوري ، دارالنفائس كريم پارک لاهور ، ۱۴۲۷ھ ۔
4. أشراف عرب : نجم الحسن فضلي ، جاجنيري اكيڈمي آستانه سادات سانحه كراچي ، ۱۹۹۳ء ۔

5. الاصول في ذريّة البضعة البتول : الشريف أنس الكتبي الحسني ، دار المجتبىٰ للنشر والتوزيع ، المدينة المنوّرة ، الطبعة الأولىٰ ١٩٩٩ء۔
6. الأصيلي في أنساب الطالبيين : سيّد صفي الدين محمد بن تاج الدين المعروف بإبن الطقطقي ، محقق : سيّد مهدي الرجائي الموسوي ، مكتبة آية الله العمظمىٰ المرعشي المجفي ۔قم ، تاريخ الطبع ١٣٤٦ھ
7. أعيان الشيعة : السيّد محسن الأمين العاملي ، دارالتعارف للمطبوعات بيروت ۔ لبنان ۔
8. الأنساب : عبدالكريم السمعاني ، الطبعة الثانية ، مكتبة إبن تيمية قاهرة ۔ مصر ، ١٩٨٠ء ۔
9. أنساب الأشراف : علامه بلاذري ، دار المعارف مصر ۔
10. أنساب الأنجاب : خواجه محمد حسن مجددي ، مشهور عالم پريس لاهور ۔
11. أنساب الطالبيين : أبي عبدالله حسين بن عبدالله الحسيني السمرقندي ، مكتبة الثقافة الدينية ۔
12. الأنساب المشجّرة : سيّد محمد صادق خرازى ، شيخ شريف آل كاشف الغطاء،سيّد على موجاني، مكتبة آية الله العظمىٰ المرعشي النجفي ، تاريخ الطبع ١٣٩١ھ ۔
13. الأنوار في نسب آل النبي المختار : أبي عبدالله محمد بن محمد الجزي الكلبي الغرناطي ، تحقيق : السيّد مهدي الرجائي ، مكتبة آية الله العظمىٰ المرعشي النجفي ۔قم ، تاريخ الطبع ٢٠١٠ء ۔

14. بحر الأنساب ألمسمیٰ بالمشجر الكشاف لأصول السادة الأشراف : محمد بن أحمد بن عميد الدين الحسيني النجفي ، دار المجتبیٰ للنشر والتوزيع المملكة العربية السعودية ، ١٩٩٩ء ۔
15. بركات نقشبنديه مع أنوارِ تيراهي : فقير محمد شفيع نقشبندي مجددي چوراهي ، طبع كيمبل پور ۔
16. تاريخ الأمّم والملوك : أبو جعفر محمد بن جرير الطبري ، بيت الأفكار الدولية المملكة العربية السعودية ۔
17. تحفة الازهار و زلال الانهار في نسب ابناء الآئمّة الاطهار : سيّد ضامن بن شدقم الحسيني المدني ، تحقيق و تعليق كامل سلمان الجبوري ، آئينۂ ميراث ۔ايران ، سال الطبع ١٩٩٩ء۔
18. تحفة الطالب بمعرفة مَن يَنتسب إلیٰ عبدالله و أبي طالب : السيّد محمد بن حسين الحسيني السمرقندي المدني ، دار المجتبیٰ للنشر والتوزيع المملكة العربية السعودية ، ١٩٩٨ء ۔
19. تحفة الطالب بمعرفة مَن ينتسب إلیٰ عبدالله و أبي طالب : السيّد محمد بن حسين الحسيني السمرقندي المدني ، مكتبة آية الله العظمیٰ المرعشي النجفي ۔قم ، تاريخ الطبع ٢٠١١ء۔
20. تحقيق الأنساب : محمود أحمد عباسي ، مطبوعه جيّد برقي پريس دهلي ، ١٣٥٢ھ ۔
21. تذكرة الأنساب : إمام الدين بن عبدالفتاح گلشن آبادي ، فضل المطابع دهلي ، ١٣٢٢ھ ۔
22. تذكره أوليائے پاک و هند : ظهور الحسن شارب ، پروگريسو بكس اردو بازار لاهور ، ١٩٩٩ء ۔

23. التذكرة في الأنساب المطهرة : إبن مهنّا العبيدلي ، مكتبة آية الله العظمىٰ المرعشي النجفي ـ قم ، تاريخ الطبع ۱۴۲۱ھ ق ـ
24. تهذيب الأنساب و نهاية الأعقاب : شيخ الشرف العبيدلي ، مكتبة آية الله العظمىٰ المرعشي النجفي قم ـ ايران ، ۲۰۰۷ء ـ
25. تهذيب التهذيب : إبن حجر عسقلاني ، الطبعة الأولىٰ ، مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة حيدر آباد هند ، ۱۳۲۵ھ ـ
26. تهذيب الكمال في إسماء الرجال : جمال الدين أبي الحجاج يوسف المزي ، مؤسسة الرسالة بيروت ، ۱۹۸۳ء ـ
27. الثبت المصان المشرف بذكر سلالة سيّد ولد عدنان : أبي النظام مؤيّد الدين عبيدالله الأعرجي الحسيني الواسطي ، مكتبة آية الله العظمىٰ المرعشي النجفي ـ قم ايران ، الطبعة الاولىٰ ۲۰۱۶ء ـ
28. الثقات : إبن حبان ، مكتبة مجلس دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد دكن هند ، ۱۹۸۳ء ـ
29. جمهرة أنساب العرب : إبن حزم ، تحقيق و تعليق عبدالسلام محمد هارون ، الطبعة الخامسة ، دارالمعارف قاهرة ـ مصر ـ
30. جواهرِ فريدي : مولانا محمد علي أصغر چشتي ، مترجم علامه فضل الدين نقشبندي مجددي ، مكتبه بابا فريد چوک چٹي قبر پاک پتن شريف ـ
31. چشتي خانقاہیں اور سربراہانِ برصغیر : محمد دين كليم ، مکتبۂ نبوية گنج بخش روڈ لاهور ، ۱۹۹۰ء ـ
32. حديقة الأولياء : مفتي غلام سرور لاهوري ، تصوف فاؤنڈيشن لاهور ، ۲۰۰۰ء ـ

33. خزينة الأصفياء : مفتي غلام سرور لاهوري ، مترجم اقبال أحمد فاروقي ، مكتبه نبويه گنج بخش روڈ لاهور ، ١٩٩٠ء ۔

34. خلاصة تذهيب الكمال في إسماء الرجال : حافظ صفي الدين أحمد بن عبدالله الخزرجي ، مطبعة الخيرية قاهرة مصر ، ١٣٢٣ھ ۔

35. در الثمين في أنساب الطالبيين : سيّد أحمد بن محمد بن حسن العلوي الحسيني ، يوجد في كتابخانه مجلس شوراى ملي ۔ايران،مخطوط

36. رجال الطوسي : أبي جعفر محمد بن حسن الطوسیؒ ، مؤسسة النشر الإسلامي قم ۔ايران ۔

37. رسالة السادة في سيادة السادة : علّامه ابوالقاسم بن حسين الرضوي القمي ، مكتبة آية الله العظمیٰ المرعشي النجفي ، تاريخ الطبع ٢٠٠٨ء۔

38. الروض المعطار في تشجير تحفة الازهار : كامل سلمان الجبوري ، آئينۂ ميراث ۔ايران ، سال الطبع ١٩٩٩ء ۔

39. روضة الشهداء : حسين واعظ كاشفي ، مترجم صائم چشتي ، چشتي كتب خانه فيصل آباد ، شبير برادرز لاهور ، ٢٠٠٣ء۔

40. زبدة في الأنساب : شيخ الشرف علي أبي الحسن بن ماجد بن محمد البحراني النقيب المدني العبدلي الحسيني ، يوجد في مكتبة السليمانية ، مخطوط۔

41. زهرة المقول في نسب ثاني فرعي الرسول : زين الدين على بن حسن الشدقمي الحسيني ، مكتبة آية الله العظمیٰ المرعشي النجفي ، الطبعة الثانية ٢٠١٥ء۔

42. سراج الأنساب : إبن كيا گيلاني ، مكتبة آية الله العظمیٰ شهاب الدين المرعشي النجفي قم المقدسة ـ ايران ـ
43. سر السّلسلة العلوية : أبو نصر سهل بن عبدالله البخاري ، مكتبة الحيدرية نجف الاشرف ـ عراق ، ١٩٦٣ء ـ
44. سفينة الأولياء : محمد دارا شكوه ، مطبع نامي منشي نولكشور كانپور ، ١٠٨٤هـ ـ
45. سيادت فريدي : رشيد أحمد أمروهوي ، طبع هند ، ١٩٣٠ء ـ
46. سِيَر الأولياء : محمد بن مبارك كرماني ، مترجم غلام أحمد برياں ، مشتاق بک كارنر كريم ماركيٹ اردو بازار لاهور ـ
47. سِيَر أعلام النبلاء : حافظ الذهبي ، مؤسسة الرسالة بيروت لبنان ، ١٩٩٦ء ـ
48. سِيَر الأقطاب : الله ديه چشتي ، مترجم مولوي محمد علي جويا ، مطبع نامي نولكشور كانپور ، ١٩٠٦ء ـ
49. الشجرة الزكية في الأنساب و سيّر آل بيت النبوّة : السيّد يوسف بن عبدالله جمل الليل ، مكتبة التوبة ـرياض،الطبعة الثانية ٢٠٠٢هـ۔
50. شجرة المباركة في أنساب الطالبية : فخر الدين رازي ، مكتبة آية الله العظمیٰ شهاب الدين المرعشي النجفي قم المقدسة ـ ايران ـ
51. شمس الظهيرة الضاحية المنيرة : علّامه عبدالرحمٰن بن محمد بن حسين ، عالم المعرفة ـ جدة ، الطبعة الأولیٰ ١٩٨٤ء۔
52. بركات آل رسول ترجمه اردو الشرف المؤبد لآل محمد : يوسف بن إسماعيل نبهاني ، مترجم محمد عبدالحكيم شرف قادرى ، ضياء القرآن پبليكيشنز لاهور ، ١٩٩٩ء۔

53. صحاح الأخبار في نسب السادة الفاطمية الأخيار : محمد سراج الدين الرفاعي المخزومي ، مطبعة محمد آفندي مصطفیٰ مصر، ١٣٠٦ھ ۔

54. طبقات الأولياء : إبن الملقن ، مكتبة الخانجي قاهرة مصر ، ١٩٩۴ء ۔

55. عجالة المبتدي و فضالة المنتهي : علامه الحازمي ، طبع مصر ۔

56. عمدة الطالب في نسب آل أبي طالب : إبن عنبة ، دار مكتبة الحياة بيروت ۔ لبنان ۔

57. عمدة الطالب الكبریٰ : إبن عنبة ، مكتبة آية اﷲ العظمیٰ المرعشي النجفي ۔قم ايران ، الطبعة الاولیٰ ٢٠١٧ء ۔

58. عمدة الطالب الصغریٰ : إبن عنبة ، مكتبة آية الله العظمیٰ المرعشي النجفي قم ۔ ايران ، ٢٠٠٩ء ۔

59. الفخري في أنساب الطالبيين : إبن المروزي ، مكتبة آية الله العظمیٰ شهاب الدين المرعشي النجفي قم المقدسة ۔ ايران ۔

60. الفرعِ النامي من الأصل السامي : نواب صديق حسن خان قنوجي ، طبع بهوپال ۔هند ۔

61. فيضانِ چوراهي : محمد اجمل چشتي ، دربارِ عاليه چوره شريف اٹک ، ١٩٩٣ء ۔

62. فيوضاتِ سادات كنگر شريف : مفتی عارف حسين ترمذي أويسي ۔

63. القبس المنير من الثابت في النسب : حسين علي رضا الغريفي ، مخطوط

64. كنز الأنساب : عطا حسين عبدالرزاق ، مطبع صفدري بمبئي ، ١٣٠٠هـ ـ
65. لباب الأنساب والالقاب الأعقاب : إبن فندق البيهقي ، مكتبة آية الله العظمىٰ المرعشي النجفي قم ـ ايران ، ١٤٢٨هـ ـ
66. اللباب في تهذيب الأنساب : إبن الأثير الجزري ، مكتبة المثنّىٰ بغداد ـ عراق ـ
67. لب اللباب في تحرير الأنساب : جلال الدين السيوطي ، دار الكتب العلمية بيروت ـ لبنان ، ١٩٩١ء ـ
68. لطائف أشرفي في بيان طوائف صوفي : نظام الدين يمني ، حلقۂ أشرفيه پاكستان كراچي ، لاهور ، ١٩٩٩ء ـ
69. لطائفِ اشرفي (اردو ترجمه) : نظام الدين يمني ، مترجم شمس بريلوي ، سهيل پريس پاكستان چوک كراچي ، ١٩٩٩ء ـ
70. المجدي في أنساب الطالبيين : أبو الحسن علي العمري ، مكتبة آية الله العظمىٰ شهاب الدين المرعشي النجفي قم المقدسة ـ ايران ـ
71. مختصر تحفة الازهار : ضامن بن شدقم ، اختصرهٗ يوسف بن عبدالله جمل الليل ، مكتبة جل المعرفة الرياض ـ السعودية العربية ، ٢٠٠٥ء ـ
72. مرأة الأنساب : محمد ضياء الدين أحمد العلوي ، طبع هند ، ١٣٣٥هـ ـ
73. المستطابة في نسب سادات طابة : السيّد النقيب بدرالدين بن حسين الشدقمي الحسيني ، مكتبة آية الله العظمىٰ المرعشي النجفي ، الطبعة الثانية ٢٠١٥ء

74. المستفاد من ذيل تاريخ بغداد لإبن النجار : إبن الدمياطي ، دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد هند ، ۱۹۷۹ء ۔

75. مشاهير علماء الأمصار : إبن حبان ، دار الكتب العلمية بيروت ۔لبنان ، ۱۹۹۵ء ۔

76. مشجّر أبوجميل : علّامه نسّابه محمود بن علي المنكدم المعروف به أبو جميل ، مكتبة آية الله العظمیٰ المرعشي النجفي ، الطبعة الاولیٰ ۲۰۰۸ء۔

77. المُشجّر الوافي : حسين أبوسعيدة الموسوي ، مؤسسة البلاغ ۔بيروت۔لبنان ، الطبعة الخامسة ۲۰۱۱ء۔

78. المعارف : إبن قتيبة ، الطبعة الرابعة ، دائرة المعارف قاهره مصر ۔

79. معالم أنساب الطالبيين : عبدالجواد كليدار ، مكتبة آية الله العظمیٰ شهاب الدين المرعشي النجفي قم المقدسة ۔ ايران ۔

80. مُعجم رجال الحديث : آية الله العظمیٰ أبوالقاسم الخوئي ، مؤسسة الإمام الخوئي نجف الأشرف ۔ عراق ۔

81. المعقبون من آل أبي طالبؑ : سيّد مهدي الرجائي الموسوي ، مكتبة عاشورا ۔قم ، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۷ھ ۔

82. المعقبين من ولد الإمام أميرالمؤمنين : أبوالحسين يحیٰ بن حسن بن جعفر الحجة ، محقق سيّد مهدي الرجائي ، مكتبة آية الله العظمیٰ شهاب الدين المرعشي النجفي قم المقدسة ۔ ايران ۔

83. مقاتل الطالبيين : أبو الفرج اصفهاني ، انتشارات الشريف الرضي قم ۔ ايران ، ۱۴۱۶ھ ۔

84. مناهل الضرب في أنساب العرب : جعفر الأعرجي ، تحقيق مهدي الرجائي ، مكتبة آية الله العظمیٰ شهاب الدين المرعشي النجفي قم المقدسة ـ ايران ، ۱۴۱۹ھ ـ

85. منتقلة الطالبية : أبو إبراهيم إسماعيل إبن طبا طبا ، المكتبة الحيدرية نجف الاشرف ، ۱۳۷۷ھ ـ

86. منتهیٰ الآمال : شيخ عباس قمي ، طبع قم ـ ايران ـ

87. نزهة الخواطر و بهجة المسامح والنواظر : عبدالحی لكهنوي ، مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية حيدر آباد دكن الهند ، طبعة الثانية ،١٩٦٢ء ـ

88. نزهة الفضلاء تهذيب سِيَراعلام النبلاء ، محمد حسن عقيل موسیٰ ، دارالاندلس للنشر والتوزيع جدّة ـ

89. نسب قريش : مصعب الزبيري ، تحقيق ليفي فروفنيسال ، الطبعة الثالثة ، دارالمعارف قاهرة ـ مصر ،

90. نفحات الانس : ملا جامي ، مترجم حافظ سيّد أحمد علي شاه چشتي نظامي ، شبير برادرز اردو بازار لاهور ، دسمبر ۲۰۰۲ء ـ

91. النفحة العنبرية في أنساب خير البرية : محمد كاظم الموسوي اليماني ، مكتبة آية الله العظمیٰ المرعشي النجفي قم ـ ايران ، ۱۴۱۹ھ ـ

92. الوافي بالوفيات : صلاح الدين خليل بن أيبک الصفدي ، دار أحياء التراث العربي بيروت ـ لبنان ، ۲۰۰۰ء ـ

93. هديۂ أحمديه : أحمد أبو الخير مكي ، مطبع انتظامي كانپور ، ۱۳۱۳ھ ـ